تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

جلد نمبر ۳۱ — مجلس صحافت و نشریات، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ — شمارہ نمبر ۱۹

۱۰ اگست ۱۹۹۴ء
یکم ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

نگرانِ اعلیٰ
مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مدیر مسئول
شمس الحق ندوی

مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا محمود حسن ازہر ندوی
مولانا سلمان حسینی ندوی — مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی — مولانا محمد رضوان ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرِ تعاون ملکی
سالانہ ۱۰۰ روپے
فی شمارہ ۵ روپے

بیرونِ ممالک ہوائی ڈاک
ایشیائی، یورپ، افریقی و امریکی ممالک ۲۵ ڈالر

بیرونِ ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جلد — ۱۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ
منیجر تعمیرِ حیات پوسٹ بکس ۹۳
ندوۃ العلماء لکھنؤ ۔ 226007 (یوپی)
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر روانہ کریں

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

نوٹ

چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں۔

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے آزاد پریس میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ کیلئے شائع کیا

درسِ حدیث

اسلام میں باغبانی و زراعت کی فضیلت

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی ——— ترجمانی: شمس الحق ندوی

(۶)

غزوات و سرایا کے سلسلہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات میں مرکزی غذا کے اعتبار سے کھجور کا اہم رول رہا ہے۔ ایسا کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک «اس گھر والے فاقہ سے نہیں رہ سکتے جس میں کھجور موجود ہو» کا کھلا ہوا معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ ابو عبدالرحمن سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو عمرۃ کی روایت حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «ایسا گھر جس میں کھجور نہ ہو گویا اس میں کھانا نہیں ہے»

احادیث شریفہ سے وضاحت ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو شہروں اور ملکوں کو فتح کرنے کی قوت و طاقت۔ اعداء اسلام اور کفار سے جنگ و جہاد کی بہادرانہ صلاحیت کیسے حاصل ہوئی جبکہ مجاہد کے پیٹ یا اس کی تھیلی میں چند کھجوروں کے علاوہ کچھ نہ ہوتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے نکلے تو لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرتے ہوئے فرمایا «اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی صبر و ثبات کے ساتھ ثواب و رضائے خداوندی کی امید کرتے ہوئے لڑے گا۔ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹا رہے گا، پیچھے نہ ہٹے گا، کہ پیٹھ پھیر کر میدان چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

آپ کے اس ارشاد کو سن کر بنو سلمہ کے بھائی عمیر بن حمام جو ہاتھ میں چند کھجوریں لئے ہوئے کھا رہے تھے بولے واہ واہ، کیا ہمارے جنت میں داخل ہونے میں بس اتنی ہی دیر ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں۔ ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں تلوار لیکر بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔»

فن طب کی کتابیں اور طبی ٹسٹ لیبارٹی ہمیں کھجور کی اس قیمت و اہمیت کا پتہ دیتی ہیں اور کلام نبوت کے اس معجزہ کو بتاتی ہیں کہ «جس گھر میں کھجور نہ ہو اس میں کھانا نہیں»۔

کھجور! یہ مخصوص صحرائی میوہ غذائی وٹامن سے بھرپور ہے۔ ایک کلو گرام کھجور تین ہزار (الوری) وزن رکھتا ہے، یعنی وہ حراتی طاقت جس کی ایک دن میں متوسط صحت والے آدمی کو ضرورت ہوتی ہے وہ ایک کلو گرام کھجور سے حاصل ہو جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ ایک کلو گرام کھجور وہ حرارت عطا کرتا ہے جو گوشت سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک کلو گرام پکا ہوا کھجور اتنی حرارت پیدا کرتا ہے جو ایک کلو مچھلی سے حاصل ہونے والی حرارت کا تین گنا ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد «اس گھر کے لوگ فاقہ سے نہیں رہ سکتے جن کے پاس کھجور ہو» کا ایک مطلب یہ بھی ہے۔

کھجور میں وٹامن اے ہوتا ہے جس کا تناسب وٹامن A پائی جانے والی غذاؤں کے اعتبار سے بہت زیادہ ہوتا ہے، اس میں اتنا وٹامن پایا جاتا ہے جتنا مچھلی اور مکھن میں ہے چونکہ وٹامن اے کو جسم کے بڑھانے اور نمو عطا کرنے والا وٹامن کہا جاتا ہے، لہٰذا وہ نوجوان بچوں اور نوجوانوں کے جسمانی نمو اور ترقی اور کمال کو پہونچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اسے کھا کر نوجوان چست و مضبوط رہتا ہے، کھجور کی اسی غذائی طاقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے طبیب امت اور نبی ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «اے عائشہ جس گھر میں کھجور نہیں اس گھر والے بھوکے ہیں۔ آپ نے دو یا تین مرتبہ یہ فرمایا»۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکٹروں اور دوا سازوں نیز غذائی اشیاء تیار کرنیوالے کارخانوں کے لوگوں کو کھجور کی اس توانائی کی طرف رہنمائی فرما رہے ہیں اور اس کی دو یا تین بار تاکید فرماتے ہیں۔ موجودہ عہد کے طب جدید کی تحقیق ہے کہ کھجور میں «فاسفورس» بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ «مشمش»، آجاص اور «عزیز» سے بھی زیادہ وٹامن رکھتا ہے، حتیٰ کہ انگور سے بھی زیادہ چنانچہ ایک سو کلو گرام کھجور میں بہیں چالیس ملی گرام «فاسفورس» ملتا ہے، جبکہ دوسرے میوے جات میں «فاسفورس» کی مقدار بیس ملی گرام سے زیادہ نہیں ہوتی، کھجور کئی قسم کے سکاکر۔ جیسے انگور کا گلوکوز۔ «لیلولوز» یعنی میوہ جات سے بننے والا گلوکوز، «سکاروز» گنے سے بنا ہوا گلوکوز، کھجور کے اندر گلوکوز کا تناسب تقریباً ستر فیصد ہے۔

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

اس شمارے میں

۱۔	درسِ حدیث	ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۲
۲۔	لائیکا سے تسلیمہ تک	ع ۔ ع ۔ ن	۵
۳۔	کل مسلمان اور مکمل اسلام	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	۷
۴۔	خطبۂ استقبالیہ	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۵
۵۔	محاسبِ فطرت کا اندازہ	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ	۱۷
۶۔	کیوں اور کس لیے؟	شمس الحق ندوی	۲۲
۷۔	جہیز کی لالچ	ڈاکٹر ایم الیس اختر	۲۴
۸۔	رپورٹ اصلاح معاشرہ	شمس الہدیٰ ندوی	۲۶

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی ۱۰/- روپئے کے حساب سے زرِ ضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخِ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر R.20/-
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
1- Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH - K.S.A.

ریاض
2 ... AEED MURTAZA NADVI Sb.
P.O.Box No. 3922
RIYAZ, 11481- K.S.A.

برطانیہ
3- Mr. Mohd. AKRAM NADVI Sb.
O.c.I.S.
10 - St. Cross Road
Oxford OXI 3T4 - U.K.

ساؤتھ افریقہ
4- Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.
P.O.Box No. 388
Vereniging
(S.AFRICA)

قطر
5- Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.
P.O.Box No. 10894
DOHA - QATAR

دبئی
6- Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.
P.O.Box No. 12525
DUBAI - U.A.E.

پاکستان
7- Mr. ATAULLAH Sb.
Sector A-50, Near Sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI- Pakistan-31

امریکہ
8- Dr. A. M. Siddiqui Sb.
98- Conklin Ave
Woodmere
New York 11598 - U.S.A.

اداریہ

ع ۔ ع ۔ ن

لائیکا سے تسلیمہ تک

اسی صدی عیسوی کے پچاسویں دہے میں روس نے اپنا پہلا خلائی سیارہ چاند کے رخ پر بھیجا تھا، اور یہ دیکھنے کیلئے کہ خلا میں جاندار زندہ رہ سکتا ہے یا نہیں ایک کتیا بھی اس کیپسول نما سیارہ میں رکھدی گئی تھی۔ اس کا نام (LYCA) رکھا گیا تھا۔ لائیکا مرگئی تھی یا زندہ تھی یہ تو یاد نہیں ہے۔ البتہ اتنا اچھی طرح یاد ہے کہ ہفتوں اخبارات میں اس کے چرچے ہوتے رہے۔ اور بین الاقوامی حقوق حیوانات کی تنظیم نے روس سے سخت احتجاج کیا کہ ایک جاندار پر ظلم کیا گیا۔ ایک بے زبان کی جان خطرے میں ڈالدی گئی، روس کے خلاف ملامت کی تجویزیں پاس کی گئیں، یہ احتجاج کرنے والے سب یوروپ کی تنظیمیں تھیں جن میں سے کسی تنظیم نے افریقہ کے انسانوں کو جانوروں سے زیادہ ذلیل کرکے رکھنے پر کبھی احتجاج نہیں کیا۔ جنوبی افریقہ کے باشندے بھی تو انسان تھے۔ انسان نہ مانو، جاندار ہونے میں تو کوئی شک نہیں تھا، اپنے وطن اور اپنی آبائی سرزمین پر وہ پوری زندگی اسطرح کاٹنے پر مجبور تھے کہ کوئی کالا، شام چھ بجے کے بعد گھر سے نہیں نکل سکتا تھا، تعلیم کے حق سے اسکے بچے محروم تھے، افریقی باشندوں کے لئے کسی تنظیم کا قائم کرنا تو محال تھا ہی، دو افریقی آپس میں بات بھی کرتے تو ایک گورے سپاہی کی موجودگی لازمی تھی، ان کی زمین سے سونا نکلتا تھا، ہیرے کی کانیں وہاں تھیں مگر وہ اس کی طرف جھانک کر دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ اس پر کسی حقوق حیوانات کی محافظ تنظیم نے ایک لفظ احتجاج کا زبان سے نہیں نکالا۔ اور یہی تنظیمیں مس لائیکا (MISS LYCA) کی بے زبانی پر ترس کھا رہی تھیں۔

۳۰ر جولائی ۱۹۹۴ء کا ٹائمس آف انڈیا دیکھئے پہلے صفحہ کی ایک نمایاں خبر یہ ہے کہ یوروپین برادری کے ممالک E.C.U نے یہ طے کیا ہے کہ وہ اس بنگالن مصنفہ کو نہ صرف پناہ دیں گے بلکہ اس کو خوش آمدید کہیں گے، جس نے اسلام کے خلاف بیہودہ گوئی اور دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آزادی رائے کا حق تمام انسانوں کو حاصل ہے کوئی اپنی رائے کا اظہار کرے تو اسکو سزا نہیں دی جاسکتی۔ یوروپ کے ۱۲ ملکوں کی طرف سے پیش کش کی گئی ہے اور جرمنی نے حکومت بنگلہ دیش سے احتجاجی انداز میں اپیل کی ہے کہ وہ مس تسلیمہ کو آزادانہ چلنے پھرنے کی اجازت دے، کیونکہ وہ کسی یوروپین سفارتخانے میں روپوش ہیں۔ موصوفہ کے جتنے بھی مددگار اور پشت پناہ ہیں وہ سب کے سب ترقی پسند PROGRESSIVE اور چوٹی کے مفکرانہ دل و دماغ رکھنے والے INTELLECTUALS ہیں خواہ ان کو علم و اخلاق کی ہوا بھی نہیں لگی ہو۔ اور اس دریدہ دہن بنگالن کے مخالف سب بنیاد پرست FUNDAMENTALISTS ہیں خواہ وہ یونیورسٹی کے پروفیسر ہوں یا اپنے فن کے ماہر ہوں۔ اگر وہ اخلاقی قدروں پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ سب تنگ نظر، تنگ دل اور ناخواندہ لوگ ہیں۔

جس سرزمین پر ہمدردیوں کا ڈرامہ کھیلا جارہا ہے وہاں اسی ملک نہیں بلکہ اس شہر میں آج ۲۴ سال سے کئی لاکھ کی آبادی کیچڑوں اور غلاظتوں کے ڈھیروں پر سانس لے رہی ہے۔ جس کے مرد جرائم پیشگی اور عورتیں آبرو باختگی پر مجبور کی جارہی ہیں جن کے بچے اسکولوں میں تعلیم نہیں حاصل کرسکتے۔ جنکے مریضوں کو اسپتالوں سے علاج کی سہولت نہیں مل سکتی۔ ان کا جرم یہ ہے کہ وہ ۔ بہاری، (غیر بنگالی) ہیں۔ ان پر کسی یوروپین ملک کی یونین کو ترس نہیں آیا، آزادیٔ رائے کے حامی اور ذی روح کے ہمدرد۔ لائیکا اور تسلیمہ پر آنسو بہاسکتے ہیں مگر ان انسانوں سے کسی ہمدردی کا اظہار نہیں کرسکتے جو ہزاروں کی تعداد میں موت سے زیادہ بھیانک زیست کی گھڑیاں کاٹ رہے ہیں۔

آج مسز تسلیمہ امریکہ کی دختر نیک اختر اور یوروپین ممالک کی چراغ خانہ یا شمع محفل ہیں کہ انھوں نے اسلام کے جسم پر انکی اصطلاح کے مطابق ایک کیل ٹھونکی ہے اور لاکھوں تسلیمائیں انسانی حقوق کی معمولی سے معمولی نعمت سے محروم کردی گئی ہیں. اس پر انکے انسانی ضمیر میں ذرا بھی جنبش نہیں ہوتی۔

بنگلہ دیش کے غیور مسلمانوں کا ردعمل قدرتی تھا. لیکن ان کو اللہ معاف کرے انھوں نے طریقہ نا مناسب اختیار کیا سلمان رشدی کو شیخ آیۃ اللہ خمینی نے سزائے موت کا سزاوار قرار دیکر اس کو چوٹی پر بٹھا دیا. اسی طرح ان بنگالی مسلمانوں نے اس ناقابل التفات عورت کو جسے دین کے خلاف بولتے ہوئے لجا (شرم) نہیں آئی اس کے خلاف ملک گیر پیمانے پر احتجاج کرکے اس کو اہمیت دیدی۔ پہلے تو وہاں کے مسلم دانشوروں کو اس سے ملکر بتانا چاہیے تھا کہ یہ بنگالی معاشرہ اسلام کا نمائندہ نہیں ہے. جس کے جھروکے سے اس عورت نے اسلام کا مطالعہ کیا صحیح فکر کی رہنما کتابیں اس کو دینا چاہیئے تھا۔ ممکن ہے کہ اس کی غلط فہمیاں دور ہو جاتیں. اگر اس نے شہرت طلبی کیلئے یا تجارتی مقصد سے یہ اقدام نہیں کیا تھا تو اس کو اسلام کیطرف رجوع کرنے کا موقع ملتا۔ اور اگر رشدی کی طرح ترقی کی طرف ایک چھلانگ تھی تو بغیر لاٹھی توڑے ہوئے سانپ کو ہلاک کیا جاسکتا تھا.

ایک بات مزید کھل کر سامنے آئی کہ قصہ مسیلمہ[1] اور سجاح[2] کا ہو یا ہنگامہ رشدی اور تسلیمہ کا دونوں نے شہرت یا تشہیر اسلام دشمنی کے ذریعہ حاصل کی ہے، یہ مسماۃ تسلیمہ بنگالن ہیں کوئی یورپ کا ملک ان کو ویزا برائے سیاحت بھی نہیں دے سکتا تھا مگر آج سب ہی اپنی آغوش محبت ان کے لئے کھولے ہوئے ہیں۔

اصغر گونڈویؒ نے نعت نبوی میں بہت خوب کہاہے ؎

فروغ حسن سے تیرے چمک اٹھی ہر شئی
ادا کو رسم بلالی و طرز بولہبی

(۱) مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ اور نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا اعلان کیا تھا۔
(۲) سجاح وہ عورت تھی جس نے مسیلمہ کی جیسی حرکت کی تھی۔

مسجد نبوی کے امام شیخ عبدالعزیز صالح کا انتقال

مسجد نبوی کے امام اور مدینہ طیبہ کے محکمہ شرعیہ کے چیف جج اور ممتاز عالم دین و مشہور داعی شیخ عبدالعزیز بن صالح کا گذشتہ ہفتہ مدینہ منورہ میں اپنی قیام گاہ پر انتقال ہوگیا انتقال کے وقت ان کی عمر چوراسی سال تھی۔ مسجد نبوی کی امامت، وعظ و تدریس اور عہدۂ قضا کے منصب پر شیخ عبدالعزیز نے تقریباً نصف صدی کی مدت گذاردی، ان کی وفات سے نہ صرف عالم عربی و اسلامی ایک جلیل القدر عالم دین سے محروم ہوگیا بلکہ امت مسلمہ ایک ایسے خیر خواہ اور مخلص داعی اور بے لوث خادم دین سے محروم ہوگیا جس نے نصف صدی تک مسجد نبوی میں امامت کے فرائض انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیئے اور اپنی دلکش اور سحر انگیز آواز سے بے شمار دلوں کو متاثر اور نجانے کتنی آنکھوں کو اپنی رقت انگیز تلاوت سے اشکبار کیا۔ مدینہ طیبہ کے لوگ ایک منصف اور عادل جج سے محروم ہوگئے۔ سنہ ۱۳۳۰ھ میں مجمعہ نامی بستی میں شیخ عبدالعزیز کی پیدائش ہوئی۔

سنہ ۱۳۶۰ھ میں مدینہ منورہ آئے، جہاں انھوں نے محکمۂ شرعیہ میں معاون قاضی کی حیثیت سے کام کیا۔ سنہ ۱۳۶۷ھ میں محکمۂ شرعیہ کے چیف جج بنادیئے گئے۔ سنہ ۱۳۶۸ھ میں مسجد نبوی کی امامت و خطابت کے اہم اور نازک منصب سے مشرف ہوئے۔ یہ خدمت آخری دم تک انھوں نے انجام دی۔ سعودی خاندان سے شیخ کے بڑے گہرے اور خصوصی روابط تھے۔

سعودی حکومت کی طرف سے نائیجریا، سینگال، پاکستان اور بہت سے اسلامی و عربی ملکوں کا دورہ کیا۔ شیخ عبدالعزیز بن صالح ایک خداترس عالم، متقی و پرہیزگار قاضی و جج تھے۔ فقرا و مساکین اور بیواؤں کی مدد میں سرگرم رہتے۔

ناظم ندوۃ العلما مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے خصوصی تعلق تھا مولانا مدظلہ نے مسجد نبوی کے امام شیخ عبدالعزیز کے انتقال پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ان کے انتقال سے عالم اسلام ایک مخلص و بے لوث داعی سے محروم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کُل مسلمان اور مُکمّل اسلام

یعنی

سو فیصدی مسلمانوں کو (بلا تخصیص و استثناء) سو فیصدی اسلام میں داخل ہونے اور اسی پر عمل پیرا ہونے کی قرآنی دعوت و تاکید اور "جاہلیت" و "اسلام" کا فرق۔

ذیل کا مضمون حضرت مولانا مدظلہ کی وہ افتتاحی تقریر ہے جو ۳۰؍ جولائی کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہونے والی اصلاح معاشرہ کانفرنس میں کی گئی۔ مولانا مدظلہ کی نظر ثانی کے بعد ہدیۂ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم الدین۔

أما بعد!

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" ۝

اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

"اَفَحُکْمَ الْجَاھِلِیَّۃِ یَبْغُوْنَ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہِ حُکْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ" ۝

تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں ان کے یہاں اللہ سے بہتر اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں۔

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن شریف کی دو آیتیں پڑھی ہیں، بہت سے تعلیم یافتہ حضرات کو اور خاص طور سے جو قرآن مجید سے تعلق رکھتے ہیں وہ شاید سوچتے ہوں کہ ان آیتوں کا انتخاب کیوں کیا گیا، اور اس مقصد سے اس کا کیا تعلق ہے، لیکن یہ دو آیتیں زندگی کے لئے بلکہ پوری کائنات کے لئے اور زندگی کی اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ اور خاص طور سے امت اسلامیہ کے لئے یہ دو آیتیں مستقل ایک درس گاہ ہیں اور مستقل ایک دعوت فکر ہیں۔

حضرات!

سارا مسئلہ اسلام اور جاہلیت کے فرق کا ہے اب میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں ہمارے بہت سے پڑھے لکھے بھائی بھی "اسلام" و "جاہلیت" کے فرق کو بھول چکے ہیں، چونکہ جاہلیت ان کے نزدیک ختم ہو چکی ہے، زیادہ تر جاہلیت "عربیہ" ان کے ذہن میں ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ جاہلیت اور اسلام کی کوئی کشمکش اب نہیں ہے، اور اسلام و جاہلیت کے فرق پر سوچنا اور اس کا جائزہ لینا گویا ایک طرح سے تضییع اوقات ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت امت میں جو بھی گمراہیاں اور خرابیاں ہیں وہ سب اس فرق کو فراموش کردینے کا نتیجہ ہے جو اسلام اور جاہلیت کے درمیان ہے۔ پہلی جو آیت پڑھی وہ سورۂ بقرہ کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" ۝

اے ایمان والو! اسلام میں سارے کے سارے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

اے ایمان والو! تم "سلم" میں داخل ہوجاؤ اور "سلم" کا ترجمہ میں نے مستند اور معتبر تراجم میں دیکھا حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، مولانا عبدالماجد صاحب دریابادیؒ، مولوی فتح محمد صاحب جالندھریؒ تک، سب میں "سلم" کا ترجمہ اسلام سے کیا گیا ہے، شاہ صاحبؒ کے ترجمہ میں "مسلمانی" سے کیا گیا ہے، یعنی اے ایمان والو! مسلمانی اور اسلام میں داخل ہوجاؤ، "ولا تتبعوا خطوات الشیطان" اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ پہلے اسلام کو سمجھنے کی ضرورت ہے، میں معذرت کے ساتھ یہ بات عرض کروں گا، بہت سے حضرات کے ذہن میں جنھوں نے تقابلی مطالعہ نہیں کیا ہے، اور مذاہب کی تاریخ بر ان کی نظر نہیں ہے، ان کے ذہن میں شاید یہ بات مستحضر اور تازہ نہیں ہوگی کہ اسلام

واحد مذہب ہے دنیا کا جو ایک اصول و عقیدہ اور مسلکِ زندگی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، ورنہ جتنے مذاہب ہیں وہ سب (مذاہب کے بانی نہیں کہتا اور نہ کوئی مذہب کا بانی ہوتا ہے) مذاہب کے داعیانِ اول کے نام پر یا ملکوں کے نام پر، یا طبقوں اور نسلوں کے نام پر وہ مذاہب ہیں، مثال کے طور پر (مجھے معاف کیا جائے) یہودی مذہب ہے، اس کی نسبت یہودا کی طرف ہے جو خاندانِ نبوت کے ایک فرد تھے، عیسائی، اس کی نسبت حضرت عیسیٰؑ کی طرف ہے، پھر مجوسی، وہ پارسی کہلاتے ہیں، فارس (ایران) ایک ملک ہے، کوئی عقیدہ یا کوئی طرزِ زندگی یا دعوتِ الٰہی نہیں ہے، ہندویت، ہند ایک ملک ہے اور وہ اس کی طرف منسوب ہے، برہمنیت، الگ طبقہ اور ایک خاص نسل کی طرف منسوب ہے، بدھ مت گوتم بدھ کے نام سے موسوم و مشہور ہے، ایسے ہی جینی مذہب۔

واحد مذہب جو ایک مسلکِ زندگی، عقیدہ اور نبوت کی طرف منسوب ہے، وحیِ الٰہی اور اللہ کی براہِ راست رہنمائی اور اس کے دیئے ہوئے احکام اور شریعت کی طرف منسوب ہے وہ اسلام ہے، تو اسلام کا پورا دارومدار عقیدہ پر ہے، شریعت پر ہے، اور وہ بالکل ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔

اب اس کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً"

اے ایمان والو! اسلام اور مسلمانی میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

اس میں یہ بات لحاظ کرنے کی ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ سَو فیصدی اسلام میں داخل ہو جانا چاہئے، مسلمان بھی سَو فیصدی ہوں اور اسلام بھی سَو فیصدی ہو، نہ مسلمانوں میں کوئی تحفظ یا ریزرویشن (RESERVATION) ہے نہ اسلام میں کوئی تحفظ، استثنا یا ریزرویشن ہے، یہ ایک نکتہ ہے جس کو آپ ساتھ لے کر جائیں اور اس کی اشاعت کریں، خدا کا مطالبہ اور قرآن مجید کی صریح آیت ہے کہ سَو فیصدی مسلمانوں کو سَو فیصدی اسلام میں داخل ہونا چاہئے اور مذاہب کی طرح نہیں کہ عقائد لے لئے اور سب کچھ چھوڑ دیا، یا عبادات لے لئے اور اس کے زندگی کے قانون اور زندگی کے طرزِ حیات اور طرزِ معاشرت سے اور باہمی حقوق اور فرائض سے اور شرعی قانون پر چلنے سے تعلق نہیں ہے، ہر مذہب نے ایک ایک حصہ لے لیا ہے، کسی نے دو ⅔ لیا ہے کسی نے تین ¾، یہاں مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے کہ سَو فیصدی مسلمانوں کو سَو فیصدی اسلام میں داخل ہو جانا چاہئے، مسلمانوں میں تحفظ اور ریزرویشن نہیں ہے کہ مسلمان پچاس ۵۰ فیصدی کے پابند ہیں اور قائل ہیں، اور عامل ہیں اور پچاس فیصدی سے مستثنیٰ ہیں، یا پچیس ۲۵ فیصدی رکھ لیجئے، یہاں تو مطالبہ ہے کہ سَو فیصدی اسلام ہونا چاہئے، ایک فیصدی بھی خارج نہیں ہونا چاہئے، کسی قسم کے استثنا یا رعایت، یا کسی قسم کا خصوصی معاملہ نہیں کیا گیا ہے، ہم کو ملّت اور اپنا جائزہ لینے کا ایک رہنما اصول دیا گیا ہے، بلکہ پیمائش کا آلہ دیا گیا ہے، پہلا مطالبہ اللہ کا یہ ہے اور قرآن مجید کا صریح حکم یہ ہے کہ سَو فیصدی مسلمانوں کو سَو فیصدی اسلام میں داخل ہو جانا چاہئے نہ تو یہ کہ پڑھا لکھا طبقہ مستثنیٰ ہے، شریف النسب اور عالی نسب لوگ مستثنیٰ ہیں، یہاں تک کہ حاکم مستثنیٰ ہیں، کسی بڑے سے بڑے حاکم (جو تصور اسلام میں حاکم یا خلیفہ کا ہے) کسی بڑے سے بڑے شہنشاہِ وقت، کسی بڑے سے بڑے سربراہِ مملکت اور کسی بڑے سے بڑے قانون ساز، کسی بڑے سے بڑے فاتحِ اعظم، کسی کے لئے بھی کوئی استثنا نہیں ہے، کہ اس کو نماز پڑھنے کی فرصت نہیں اس کو نماز سے ...... مستثنیٰ کیا جائے، فلاں کو حج سے مستثنیٰ کیا جائے، کسی کو ہرگز یہ اجازت نہیں کہ جس پر حج فرض ہے اور وہ اس کی استطاعت رکھتا ہے وہ حج چھوڑے۔

اسی طریقے سے "عائلی قانون" کہ سب مسلمان اس کے پابند ہیں، ترکہ اور میراث کے قانون کے سب مسلمان پابند ہیں، یہ بات چونکا دینے والی ہے، ایک تازیانہ ہے ہمارے لئے، اس وقت ساری چیزیں اس کے ماتحت آجاتی ہیں، ہمارا یہ اصلاحِ معاشرہ کا اجلاس، اس کی تقریریں اور اس کی وضاحتیں، اس کے مشورے، سارے کے سارے اس کے اندر آجاتے ہیں کہ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً"۔

"اے ایمان والو! اسلام اور مسلمانی میں پورے پورے داخل ہو جاؤ"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سَو فیصدی مسلمان اور سَو فیصدی اسلام ہونا چاہئے، اگر آپ آزادانہ مطالعہ کریں، منصفانہ مطالعہ کریں، اور تقابلی مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آج مسلمانوں میں اس طرح کی تقسیم پائی جاتی ہے کہ اس دین کے قبول کرنے والوں میں بھی استثنا اور تحفظ ہے، ریزرویشن ہے اور رعایتیں ہیں، اور اس دین میں بھی تقسیم ہے، اس طبقہ کے لئے دین کا فلاں حصہ مناسب ہے اُس طبقہ کے لئے مناسب نہیں، اس پر وہ عمل نہیں کر سکتا، تنہا یہ بات کافی ہے، اس آیت کی رو سے اس کی گنجائش ہی نہیں کہ عقائد ہم لیں گے اور عبادات چھوڑیں گے، عقائد اور عبادات بھی لیں گے لیکن معاملات چھوڑیں گے، معاملات بھی لیں گے لیکن عائلی قانون کو چھوڑیں گے، اس میں کسی چیز کی اجازت نہیں، اگر آپ اس نکتہ کو سمجھ جائیں اور اس کو اپنے ساتھ لے کر جائیں تو یہ عمر بھر کے لئے کافی ہے، مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ سَو فیصدی اسلام میں داخل ہوں۔

اب آپ اپنا محاسبہ کر لیجئے اور کرتے رہئے، کہ کیا آپ نے سَو فیصدی اسلام کو قبول کیا، اور سَو فیصدی آپ اسلام پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا آپ کی معاشرت بھی اسلام کے مطابق ہے، آپ کا معاشرتی نظام، آپ کے رواجات، آپ کی رسوم، اور آپ کا جو معاشرتی، اجتماعی، خانگی نظام ہے، خانگی روایات ہیں، تاریخ ہے، اور آپ کے خاندانوں میں جو رسمیں اور معمولات رائج ہیں، آپ صرف ان کا خیال رکھیں کہ آپ اس معیار پر اترتے ہیں، اور آپ اس کو پورا کرتے ہیں؟ آپ اس کے بعد احکامِ شریعت کو نظر انداز کر دیں گے؟ جو معیاری و مثالی مسلمان تھے اور جو قیامت تک نمونہ رہیں گے، وہ ان احکام اور ہدایات کو کس طرح پورا کرتے تھے، ان تقریبات اور زندگی کے ان مواقع سے کس طرح سے گذرتے تھے؟

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ صحابہ کرام کی جماعت کوئی خالص روحانی جماعت نہیں تھی، یہ بات نہیں تھی کہ ان کو صرف عقیدہ کی ضرورت تھی، آپ ان کا مطالعہ کریں، سیرت اور احادیث کی کتابوں میں مساجد کا حال پڑھیں، ان کی نمازوں کا حال پڑھیں، ان کی تہجد گذاری اور شب بیداری کو دیکھیں، لیکن آپ ان کی شادیوں کو نہ دیکھیں، ان کی تقریبات کو نہ دیکھیں، یہ بھی اس روح کے خلاف ہوگا جو روح ہمیں اس آیت سے ملتی ہے، کہ "ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً" دین کو ہمیں پورے طور پر اپنے اندر جذب کرنا چاہئے اور اپنے کو دین کے تابع بنانا چاہئے، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ، حیاتِ مبارکہ اور صحابۂ کرام کے حالات اور سیرت کا مطالعہ بھی اسی وسیع نظر سے کرنا چاہئے۔

عرصہ سے یہ غلطی ہو رہی ہے، پورے عالمِ اسلام میں اور خاص طور پر ہمارے ملک میں کہ ہم صحابۂ کرام، اولیائے کرام، علماءِ ربانیین، اور مصلحین و مجددین سب کے حالات میں صرف اس حصہ کو پڑھتے ہیں، جس کا تعلق عقیدہ سے ہے، عبادات سے ہے، ہم ان کے شادی بیاہ کی تقریبات کا مطالعہ نہیں کرتے کہ کس طرح انھوں نے انجام دیں، ہم ان کی عائلی زندگی کا، خانگی زندگی کا مطالعہ نہیں کرتے کہ وہ گھر میں کیسے رہتے تھے، اسی طرح نکاح و طلاق کے جو مسئلے ان کو یا ان کی اولاد کو پیش آتے تھے وہ ان کو کس طرح حل کرتے تھے، جس طرح ان مسلمانوں کے بارے میں ایک تحفظ اور ریزرویشن ہے، ویسے ہی تاریخ کے بارے میں بھی الگ ریزرویشن ہے، کہ ہم کتاب کے صرف ان ابواب کو کھولتے ہیں جس کا تعلق عبادات سے ہے، ذکر و اذکار سے ہے، یادِ الٰہی سے ہے، ان کے روحانی اثرات سے ہے، ان کی تبلیغ اور انفرادی کارناموں سے ہے، ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی شادیاں کیسے ہوتی تھیں، ان کا ترکہ کیسے تقسیم ہوتا تھا، جب طلاق کی ضرورت ہوتی تو وہ کس طرح طلاق دیتے تھے۔

میں ایک واقعہ صحابہ کرام کے صدہا واقعات میں سے بیان کرتا ہوں، وہ واقعہ آنکھ کھول دینے والا، اور ایک طرح سے چونکا دینے والا ہے، بلکہ ایک طرح سے وہ ایک ذہنی زلزلہ پیدا کرتا ہے، آپ خیال فرمائیے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ مہاجر ہیں، اور اتنا ہی نہیں بلکہ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، عبدالرحمٰن خیریت ہے آج تمہارے کپڑوں پر خوشبو نظر آ رہی ہے، فرمایا ہاں اللہ کے رسولؐ میں نے شادی کر لی ہے، حیرت کی بات یہ ہے (میں حدیث کے ایک طالبِ علم کی حیثیت سے، اور جو مستند علماء بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی تصدیق بالکل کافی ہے) یہ عرض کر رہا ہوں، پہلے آپ اپنے ذہن کو متوجہ اور بیدار کیجئے، یہ ایک ہلا دینے والا واقعہ ہے، ایک زلزلہ لے آنے والا واقعہ ہے، کہ اللہ کے رسول، خاتم النبیین، سید المرسلین، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مدینہ طیبہ کے اندر موجود ہیں، اور میں آپ کو اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر بتاتا ہوں، سیاحتوں کی بنا پر کہ جب کوئی برادری کہیں ترکِ وطن کرتی ہے تو عام طور پر ایک جگہ رہنا پسند کرتی ہے، مثلاً ہندوستان کے میمن اور خوجے جو بمبئی میں تجارت کرتے تھے، ان کو آپ تلاش کریں تو وہ سب آپ کو کراچی میں ملیں گے، اگر آپ ان کو تلاش کرنا چاہیں تو کراچی میں تلاش کر لیجئے، پڑھے لکھے لوگ، ادیب و شاعر اگر ملیں گے تو لاہور، اسلام آباد اور راولپنڈی میں ملیں گے، جو علمی مرکز ہیں، تو اس میں شہر نہیں بلکہ محلہ کی تخصیص کر کے کہتا ہوں کہ یہ مہاجرین جو مکہ معظمہ سے آئے تھے وہ مدینہ طیبہ کے خاص حصہ اور علاقہ بلکہ ایک جوار میں سکونت پذیر ہوئے ہوں گے، کچھ روایات ہوتی ہیں، کچھ عادتیں ہوتی ہیں، مستورات کا ملنا جلنا ہوتا ہے، اور کچھ پچھلے واقعات ہوتے ہیں، یہ سب چیزیں مشترک ہوتی ہیں، اس کے

لئے ضرورت ہوتی ہے کہ قریب ہی رہیں، تو یہ بھی یقینی بات ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکانی فاصلے کے لحاظ سے بھی، زیادہ دور نہیں رہے ہوں گے، لیکن حیرت کی بات ہے، جس پر آدمی محو حیرت ہو جائے، اور اس پر ایک سکتہ طاری ہو جائے کہ مدینہ طیبہ میں عبدالرحمٰن بن عوف جیسا مہاجر اور جلیل القدر صحابی نکاح کرتا ہے اور اللہ کے رسول موجود ہیں، کم فاصلہ پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا، کچھ نہیں تو برکت ہی کے لئے، آج حال یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی برکت کے لئے آجایئے، آپ کا قدم پہونچ جائے، یہ مولویوں سے کہا جاتا ہے اور نیک دیندار لوگوں سے کہا جاتا ہے، آخر عبدالرحمٰن بن عوف کو یہ خیال کیوں نہیں ہوا، کہ میں نکاح کر رہا ہوں اور اللہ کے رسول یہاں اتنے قریب موجود ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زحمت نہ دوں، اس سے بڑھ کر ناشکری کیا ہو سکتی ہے، ناقدری کیا ہو سکتی ہے، بے ادبی کیا ہو سکتی ہے، لیکن واقعہ ان کی نظر میں ایسا تھا کہ ان کو ایک لفظ بھی معذرت کا کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، اور انھوں نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی کہ کہیں کہ یا رسول اللہ معاف فرمایئے، مجھے بالکل خیال نہیں رہا، یا فلاں بات مانع ہوئی، اور اسی طرح حیرت کی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک لفظ شکایت کا نہیں فرمایا، حدیث کا دفتر موجود ہے، ہندوستان کے عظیم کتب خانوں میں یہاں کا کتب خانہ بھی ہے میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ بتائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایت کی ہو، کہ عبدالرحمٰن تم ہمیں بھول گئے، بات کیا تھی، عبدالرحمٰن کا تفقہ اور ان کی فراست تھی، ان کی ذکاوت تھی، اور ان کی حقیقت شناسی تھی کہ انھوں نے سوچا کہ جتنی دیر میں حضور کو تکلیف دوں گا، معلوم نہیں کتنے لوگ آئیں اور اسلام قبول کریں، اور سب سے بڑی دولت جو نجات کا باعث ہے وہ اس کو حاصل کریں، ہم اس کے بجائے کہ آپ کو زحمت دیں آپ کو تکلیف دیں، اور وہ لوگ چلے جائیں کہ ہم پھر کبھی آئیں گے، تو اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام عالی پر تشریف رکھیں، اور لوگ آئیں، ہدایت پائیں، کلمہ پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام لائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کے نزول کی کوئی ڈائری، روزنامچہ ہوتا، وہ روزنامچہ اس طرح تو ہے کہ یہ سورہ کہاں نازل ہوئی، کتنا پہلے نازل ہوا اور کتنا بعد میں، اگر ایسا ہوتا کہ وقت شماری کے ساتھ، آیت شماری کے ساتھ، فلاں وقت یہ آیت نازل ہوئی اور فلاں وقت یہ آیت نازل ہوئی، کوئی اگر روزنامچہ لکھنے والا ہوتا تو یقین دلاتا ہوں کہ جتنی دیر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح کی مجلس میں شرکت میں گذرتی، اس میں اتنی آیتیں نازل ہوئیں۔

تو ایک بات یہ ہے کہ اس آیت کو اپنے ساتھ لے کر جایئے، دماغ پر نقش کر کے لے جایئے، کہ مطالبہ صرف اتنا نہیں ہے کہ اسلام قبول کر لو، اور اسلام میں داخل ہو جاؤ، بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ اسلام میں سو فیصدی داخل ہو، تم بھی سو فیصدی ہو، اور اسلام بھی سو فیصدی ہو، نہ اس میں ریزرویشن نہ اس میں ریزرویشن اور آج کیا ہے جو لوگ اسلام کی دولت سے مشرف ہیں انھوں نے بھی تقسیم کر رکھی ہے، کہ دین کا وہ شعبہ لیں گے، اور دین کا وہ شعبہ چھوڑیں گے، اس کے وہ مکلف نہیں، وہ ان کی طاقت سے باہر ہے۔

"اصلاح معاشرہ" کی دعوت کا ایک اجمالی پیغام اور زندگی کا ایک رہنما اصول (جو زندگی کے تمام سرد و گرم اور نشیب و فراز، اور مختلف النوع مرحلوں پر حاوی ہے) وہ یہ ہے "یا أیها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة" اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اسلام میں داخل ہو جاؤ، مسلمانی میں شامل ہو جاؤ، "کافة" کا تعلق دونوں سے ہے، داخل ہونے والوں سے بھی ہے، اور جس دائرہ میں داخل ہو رہے ہیں اس سے بھی ہے، وہ بھی کافہ یہ بھی کافہ، اس طرح نہیں کہ مسجد جائیں اور ایک قدم مسجد کے اندر رکھا، بس ہم مسجد میں داخل ہو گئے، یا دونوں قدم اندر رکھ دے اور اندر نہ جائے، یا اندر تو جائے لیکن نماز نہ پڑھے، یہ نہیں، "ادخلوا فی السلم کافة" پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور عامل بن جاؤ، "داخل" بھی بنو اور "عامل" بھی بنو۔

اس کے بعد دوسری آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے، سورہ مائدہ کی آیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "أفحكم الجاهلية يبغون ومن أحسن من الله حكما لقوم يوقنون" کیا وہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں، میں حکم کے متعلق عرض کر دوں، عربی زبان سے ایک خصوصی تعلق رکھنے والے انسان کی حیثیت سے، اور عربی ذخیرہ کی چھان بین کرنے والے طالب علم کی حیثیت سے بھی، "حکم" کا لفظ قرآن مجید میں بڑا وسیع اور بلیغ ہے، حکم کے معنی صرف قانونی فیصلہ کے نہیں "ترجیح و اختیار" کے بھی ہیں، کسی چیز کو ترجیح دینا اور کسی چیز کو اختیار کرنا یہ بھی حکم میں شامل ہے، حکم کا لفظ ان سب معانی پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ کیا جاہلیت کے فیصلہ کو، کیا جاہلیت کے انتخاب کو، کیا جاہلیت کے رجحان کو، کیا جاہلیت کے اصول کو وہ

ترجیح دیتے ہیں، وہ چاہتے ہیں؟ "ومن أحسن من الله حكما لقوم يوقنون" اللہ تعالیٰ سے بہتر حکم دینے والا ان لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں کون ہے،؟

دوسری بات یہ ہے کہ جاہلیت کے معنی بھی اب بہت فراموش ہو گئے ہیں، بہت گہرا مطالعہ کرنے والوں، اور جن کو سیرت نبوی پر اللہ تعالیٰ کچھ لکھنے اور تالیف کرنے کی سعادت عطا فرماتا ہے، وہ اس سے بحث کرتے ہیں، اور اس کا حق ابھی بہت کم ادا ہوا ہے، جاہلیت کے دور کی وسعت کو بہت کم لیا گیا ہے، میں کہتا ہوں ایک سیرت نگار کی حیثیت سے، اور ایک ایسے خوش قسمت انسان کی حیثیت سے جس کو اللہ نے سیرت کے موضوع پر لکھنے کی توفیق دی کہ جاہلیت کے مفہوم سے بھی ہمارا ذہن بہت نا آشنا ہو گیا ہے۔ جاہلیت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف جاہلیت عربیہ مراد ہے، اور جاہلیت عربیہ سے مراد ہے بت پرستی کا دور، دختر کشی کا دور، شراب نوشی کا دور، اور رہزنی کا دور، ان کے سامنے صرف یہ آتا ہے، لیکن معاشرت، طرز معیشت، طرز زندگی، فیصلے کرنے کے معیار و اصول، اور رغبات اور نفرتیں، یہ چیزیں جاہلیت کے تصور کے ساتھ ذہن میں نہیں آتیں، حالانکہ جاہلیت ان سب پر مشتمل ہے، اگر جاہلیت کا ترجمہ اردو میں کیا جائے تو اس کا جو ترجمہ حاوی ہے، اور ان سب چیزوں کو اپنے ضمن میں لے لیتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس سے مراد وہ دور ہے جو نبوت کی روشنی اور ہدایت سے محروم رہا ہے، قوم کا وہ دور جو نبوت کی روشنی اور ہدایت سے محروم رہا ہے، چاہے وہ یورپ ہو یا ساسانی مملکت ہو، چاہے وہ ہندوستان ہو، چاہے وہ عرب ہو، میں اس کا ایک دوسرا ترجمہ کرتا ہوں، "من مانی زندگی" جاہلیت کیا ہے؟ من مانی زندگی گذارنا، یہ روح ہے جاہلیت کی، جاہلیت کی اسپرٹ ہے، جو چیز اسلام کی مخالف اور متوازی ہے اور آسمان سے اللہ کے نازل کئے ہوئے ادیان سے، اور صحف سماوی سے، اور تعلیمات ربانی سے بے نیاز ہے، وہ یہ ہے کہ نبوت اور ہدایت آسمانی کی روشنی سے جو دور محروم ہو وہ جاہلیت ہے، اور اس میں پھر کیا ہوتا ہے، زندگی کیسے گذاری جاتی ہے، من مانی زندگی، یعنی جو دل میں آئے، جو ہماری سوسائٹی، ہمارا ماحول چاہتا ہے اور جو معیار اس وقت مقرر ہو چکے ہیں، اور "حیثیت عرفی" کے اظہار کے جو اصول مقرر ہو گئے ہیں، ہم تو اس پر چلیں گے، یہ ہے من مانی زندگی، اور اسکو قرآن اور حدیث کی اصطلاح میں "جاہلیت" کہا گیا ہے، دیکھئے اگر آپ احادیث کا جائزہ لیں تو آپ کو کئی جگہ ایسا معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز پر بھی جس کا تعلق عقیدہ سے نہیں تھا، جاہلیت کا اطلاق فرمایا، ایک صحابی ہیں (جن کا نام نہیں لوں گا) ان کا معاملہ اپنے ملازم کے ساتھ کوئی مساویانہ نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انك امرؤ فيك جاهلية" تم ایک ایسے آدمی ہو، تمہارے اندر جاہلیت کی بو ہے، اب عقائد تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، خادم کے ساتھ ایسا معاملہ رکھنا کہ یہ مالک ہے اور وہ مملوک ہے، اس کو جاہلیت کہا، اور پھر اس سے بڑھ کر "من تعزى عليكم بعزاء الجاهلية" جو تمہارے سامنے جاہلیت کی دعوت دے، عصبیت جاہلیت کی طرف بلائے، اور جاہلیت کا نعرہ لگائے۔ اس کے ساتھ سخت کلامی کرو، میں اس کو علماء کیلئے چھوڑ دیتا ہوں، اس کا پورا ترجمہ نہیں کروں گا، سخت سے سخت بات اس کے سامنے کہو۔ ولا تکنوا۔ اور کنایہ و اشارہ سے بھی کام نہ لو، اس کو جاہلیت کیوں کہا؟ اس کا تعلق تو عقیدہ سے نہیں، اس کا تعلق تو عقیدۂ توحید سے نہیں، ایمان بالآخرۃ سے نہیں، ایمان بالرسول سے نہیں، تو معلوم ہوا کہ اسلام صرف اسی کا مطالبہ نہیں کرتا، اسلام صرف اسی کا نام نہیں ہے، کہ عقائد صحیح ہوں، مجھے معاف کیا جائے میں بغیر کسی تنقیص کے کہتا ہوں، اسلام

صرف اس کا نام نہیں ہے کہ صرف عقائد صحیح ہوں، اور نمازوں کی پابندی اور عبادات اور اس کے علاوہ جو چیزیں عقائد اساسیہ میں آجاتی ہیں وہ اس کے دائرہ میں ہیں لیکن ہم شادی کرنے میں آزاد ہیں، ہم پردہ کرنے نہ کرنے میں آزاد ہیں، ہم مقدمات عدالتوں میں لے جانے میں آزاد ہیں۔ ہم اپنے مال کی تقسیم میں آزاد ہیں، ہم ان سب چیزوں میں آزاد ہیں، اس لیے ہم سے ان سب چیزوں میں کوئی کچھ نہ پوچھے، اور ہمیں نہ ٹوکے، یہ دین کے دائرہ میں نہیں آتا، یہ یہاں کا اصل پیغام جس کے لیے آپ کو زحمت دی گئی ہے، یہ ہے کہ آپ دین کا صحیح مفہوم سمجھ لیں۔ ایک ہے "اسلام" ایک ہے "جاہلیت"، اب آپ یہ دیکھئے کہ جو زندگی گذر رہی ہے مسلمانوں کی وہ اسلام کے مطابق ہے، سو فیصدی اسلام کلی اتباع چاہتا ہے

جو آیت میں کہا گیا ہے "اُدخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃ" پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ، اس لیے اس کی ہرگز گنجائش نہیں، کہ مسلمان دین کے بہت سے احکام کے پابند رہیں اور ان کا احترام واہتمام کرتے رہیں مگر زندگی کے شعبوں میں اور رواجوں میں آزاد رہیں۔ مجھے معاف کیا جائے تحقیر مقصود نہیں، وضاحت مقصود ہے،

صاحب! شادی بیاہ میں بھی دین کا نام لینا، اور اس میں بھی سنت و شریعت کا حوالہ دینا، اس کا بھی احتساب کرنا، کہ یہ شادی اتنے دھوم دھام سے کیوں ہوئی؟ صاحب اللہ نے دولت دی تھی اور ہمارے کنبہ کا ہمارے خاندان کا اور ہم جہاں رہتے ہیں وہاں یہی دستور تھا، لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ کا عائلی قانون بھی وہی ہو، جو قرآن مجید نے دیا ہے، اور شریعت نے اس کی تشریح کی ہے اور علمائے اسلام اور فقہائے کرام نے (اللہ ان کو بہتر جزائے خیر عطا فرمائے) انھوں نے اس کیلئے اپنی راتوں کی نیندیں قربان کی ہیں، اور اپنی صحت کو خطرہ میں ڈالا ہے۔ اور ملت اسلامیہ کو مستغنی کر دیا ہے،

میرے بزرگو! دوستو اور عزیزو، یہ آیتیں ہیں، آپ ان کو اپنے ذہن میں لے کر جائیے ایک تو مطالبہ ہے کہ اسلام میں داخل ہو کلی طور پر تم بھی کلی طور پر اور تمہارا اسلام بھی کلی طور پر، یہ نہیں کہ عقائد سر آنکھوں پر، اللہ بچائے ذرہ برابر انحراف نہیں ہوگا۔ عبادات میں ذرہ برابر بھی ہم سے تساہل نہ ہوگا۔ لیکن صاحب یہ کہ شادی کس طرح ہو، اور نکاح و طلاق کے مسائل ہیں، اور تقسیم میراث کے مسائل ہیں اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو خاندان میں پیش آتی ہیں، اس میں آپ ہم کو آزاد چھوڑ دیجئے بالکل اس کی مہلت نہیں۔ یاایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان" اور خطوات الشیطان میں بھی بڑی بلاغت ہے کہ اگر تم نے یہ نہیں کیا تو پھر اتباع خطوات الشیطان ہوگا، یہاں پر اس لئے اس کا بھی ذکر کیا اللہ صرف فرما دیتا اُدخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃ "لیکن اس کا جو متوازی ہے وہ" ولا تتبعوا خطوات الشیطان" ہے۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ، خطوات الشیطان ہے، یہ گھروں کو لٹا دینا، یہ جائدادوں کو قرق کر دینا یہ سودی قرض لینا، اور اس خوشی میں راتوں کو جاگنا، صحت کو خراب کر لینا، یہ سب اس لئے ہے کہ نام ہو جائے اور نشان ہو کہ فلاں صاحب کے یہاں بارات آئی تھی، اس میں دو سو (٢٠٠) موٹریں تھیں اور اتنی بڑی بارات تھی، اور اس سب کو (Five Star) ہوٹل میں ٹھہرایا گیا، میرے نام دعوت نامے آتے ہیں اس میں لکھا ہوتا ہے کہ آپ (Five Star) ہوٹل میں ٹھہریں گے۔ یہ ساری چیزیں "عرف" میں داخل ہو گئی ہیں، جو عربی کا بہت بلیغ لفظ ہے، جس کا ترجمہ ہے رسم و رواج اور اصول زندگی۔

ہمارے بمبئی کے ایک دوست نے ذکر کیا کہ ایک مجلس نکاح میں کھجور، چھوہارے تقسیم کرنے کے بجائے جو مسنون ہے نوٹ تقسیم کئے گئے، سو سو روپے، پچاس پچاس روپے دس دس روپے کا نوٹ، کتنے ہزار روپئے صرف اس نکاح میں صرف ہو گئے، کہاں سے اس کی اجازت ملی ہے۔

حضرات!

ہمارا مقام و منصب تو یہ تھا کہ ہمارے ہندوستان میں اتنے دن سے رہنے سے ہندوستان کی قدیم قوم جو تھی، اس کے اندر ایک ہل چل پیدا ہو جاتی، غور و فکر کرنے کی زبردست تحریک پیدا ہوتی اور وہ اپنے پورے معاشرہ کا جائزہ لیتی، اور پھر وہ ان خصوصیات و فوائد کو جو مسلمانوں کے ان چیزوں سے بچنے سے حاصل ہوتے ہیں، دیکھکر خود وہ ان رسوم کو چھوڑتے معلوم ہوتا کہ مسلمانوں کے اس ملک میں آنے سے ایک معاشرتی انقلاب آ گیا۔ تہذیبی انقلاب ہو گیا مگر افسوس ہے کہ بجائے اس کے ہم ان کو دیتے، ہم نے ان سے لیا، ایک ایک چیز کی تاریخ بتائی جا سکتی ہے، اگر معاشرہ کی تاریخ پر کوئی کتاب لکھی گئی ہوتی تو آپ کو اس سے پتہ چل جاتا کہ فلاں رسم فلاں طبقہ سے لی گئی ہے اور فلاں رسم فلاں زمانے سے رائج ہوئی ہے، سب کی تاریخ مل جاتی، آغاز کی تاریخ مل جاتی،

ہماری اس کانفرنس کی (مجھے معاف کیا جائے) یہ ایک امانت ہے یا عطیہ ہے، اور اس کا ایک نشان اور شعار ہے، جسکو آپ لے کر جائیں، یہ دو آیتیں ہیں،

" یاایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان"

جو لوگ عربی کا ذوق رکھتے ہیں، وہ محسوس کریں گے کہ ان الفاظ میں بھی کتنا زور اور بلاغت ہے یہ کھلا اعجاز قرآنی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جلال الٰہی بھی شامل ہے، میں عربی کے طالب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ بالکل الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ کے غضب سے ڈرو، اور اللہ کی طرف سے بے برکتی پر ڈرو اور برے نتائج سے ڈرو۔"

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان اِنّہ لکم عدوٌ مبین" اس سے اور صاف بات کیا کہی جا سکتی ہے،

اور دوسری طرف فرمایا:

أفحکم الجاھلیۃ یبغون کیا جاہلیت کے رسم و رواج کو چاہتے ہیں، کیا جاہلیت کے ترجیح و انتخاب کو چاہتے ہیں، جاہلیت کے فیصلہ کو چاہتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ حکم کے معنی صرف فیصلہ کے نہیں بلکہ ترجیح و اختیار کے بھی آتے ہیں، یعنی آدمی کسی چیز کو اختیار کرتا ہے جو قوت محرکہ ہوتی ہے جو اس کی دلیل ہوتی ہے، وہ بھی اس کے اندر شامل ہوتی ہیں، کیا جاہلیت کا فیصلہ قبول کریں گے، جاہلیت نے جس چیز کو ترجیح دی ہے، اختیار کیا ہے، اسکو اختیار کریں گے، اس پر چلیں گے، یہ جائز نہیں،

اب آپ حضرات یہاں سے عزم کر کے جائیں، یہ ارادہ کر کے جائیں کہ ہمارے گھر میں یہ ہرگز نہ ہو سکے گا، آپ اپنے دل میں قسم کھائیں کہ اب خلاف شریعت رسوم یہاں گھر میں، ہمارے یہاں، ہمارے خاندان میں ادا نہیں کی جائیں گی، یہ ظلم نہیں ہوگا، کہ جہیز کا زبردست مطالبہ کیا جائے، خدا کی پناہ، خدا کی ذات حلیم ہے، ورنہ میں سچ کہتا ہوں کہ ایک بیاہی ہوئی لڑکی کو جو ابھی بیاہ کر آئی ہے ارمانوں کے ساتھ آئی ہے اور بڑی امیدوں کے ساتھ اس کو رخصت کیا گیا ہے، اعزاز کے ساتھ اس کا استقبال کیا گیا ہے، صرف اس جرم میں کہ وہ دس ہزار روپے نہیں لائی ہے اسکو مار ڈالا جاتا ہے، میں نے ایک اخبار میں پڑھا دہلی میں ایک دلہن آئی اور اس کے گھر والوں سے دس ہزار روپے کا مطالبہ کیا گیا تھا وہ نہیں لائی، اسکو جلا دیا گیا اور اس کا خاتمہ کر دیا گیا اگر اس پر زلزلہ آ جائے، اللہ محفوظ رکھے اور ان الفاظ کو نہ پکڑے، اس پر زلزلہ آئے، اس پر بجلی گرے، اس پر کوئی دوسری قوم آ کر حملہ کرے کوئی تعجب کی بات نہیں، اللہ کو اپنی مخلوق عزیز ہے، اور ایسی عزیز ہے، "اِنَّہٗ بِکُمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" وہ تمہارے ساتھ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے، پھر اس کی پالی ہوئی، پھر مرضوں سے بچائی ہوئی، اذیتوں سے بچائی ہوئی اور بڑے ناز و نعم کے ساتھ رکھی ہوئی ایک جان آپ کے یہاں آتی ہے اور بڑے ارمانوں کے ساتھ آتی ہے۔ اور آپ مانگ کر لاتے ہیں، خوشامد کر کے لاتے ہیں، دس ہزار کی وجہ سے، لعنت ہو ایسے دس ہزار روپے پر، جس کی وجہ سے کسی انسان کی جان جائے، ڈرنا چاہیے اللہ کے غضب سے، ایک جان اللہ کو تمہارے کروڑوں روپے اور تمہاری سلطنتوں سے زیادہ عزیز ہے۔ آدم علیہ السلام کو کس پیار و محبت کے ساتھ پیدا کیا گیا، ان کا فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا، اس آدم کی اولاد کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہے،

یہی میں فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں کہتا ہوں، کسی کمہار کے یہاں جا کر تم ایک گھڑا توڑ کر دیکھو، وہ تمہارا سر توڑ دے گا، اور اللہ کی مخلوق اتنی بھی قیمت نہیں رکھتی کہ تم انسانوں کے سر توڑو، انسانوں کی جان نکالو، ایک نہیں بیسیوں سیکڑوں، ہزاروں، یہ وہ چیزیں ہیں جو ہماری مسرتوں کی تقریبات میں داخل ہو گئی ہیں۔ اور وہ چیزیں غضب الٰہی کو بلانے والی ہیں، تو پھر کیسے ان مسرتوں کی تقریب میں برکت ہو، کیسے اللہ کی نصرت ان کے ساتھ شامل ہو، اور پھر نسل میں بھی وہ دین منتقل ہو، اور وہ خصوصیات منتقل ہوں،

بس حضرات! اگر میں نے حدود سے تجاوز کیا اور میری زبان سے سخت لفظ نکلے تو میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، اور آپ سے بھی معافی چاہتا ہوں، مگر کوئی وقت ایسا ہوتا ہے اور اس کی مثالیں ہمیں رحمۃ للعالمین کی سیرت میں بھی ملی ہیں کہ کسی وقت ایسے سخت لفظ بھی بول دیئے جاتے ہیں، "من تعزی علیکم بعزاء الجاھلیۃ" اس کے معنی اگر آپ کسی عالم سے پوچھیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں جو تمہارے سامنے جاہلیت (خلاف اسلام) کا نعرہ لگائے اس کے کسی فعل یا رواج کی تحسین کرے تو تم سخت لفظ استعمال کرو اور ذرا بھی رعایت، اشارہ اور کنایہ سے کام نہ لو، کون کہہ رہا ہے، وہ رحمۃ للعالمین فرما رہے ہیں۔ اور جو سراپا رافت و رحمت ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں مثال نہیں مل سکتی اس سے آپ اندازہ کیجئے کہ جاہلیت کو، جاہلی زندگی کو، جاہلیت کے معیاروں کو، جاہلی دعوتوں کو کس نظر سے خدا نے بھی دیکھا ہے اور اس کے رسولؐ نے بھی دیکھا ہے، وہ چیزیں اپنے گھروں میں آئیں، ہماری معاشرت کے جزء بن جائیں، ہمارے واجبات و فرائض میں داخل ہو جائیں جہیز اتنا لاؤ، شادی دھوم دھام سے ہوگی، نہیں، مسجد میں جایئے اور کسی عالم سے نکاح پڑھوا لیجئے، ہم نے تو نکاح دیکھے ہیں عصر کی نماز ہوئی، کہہ دیا گیا کہ ایک نکاح

ہوگا، قریب ترین عزیزوں میں بھی سب کو نہیں معلوم، اور دیں کے ایک عالم کھڑے ہو گئے، انھوں نے خطبۂ مسنونہ پڑھا، ایجاب وقبول کرادیا، اور چلے گئے، یہاں سے آپ عہد وارادہ اور عزم کرکے جائیں کہ اپنے گھر میں یہ نہ ہونے دیں گے، اور حتی الامکان آپ ان تقریبات میں باعث رونق اور باعث فخر نہیں بنیں گے، یہاں تو یہ ہوتا ہے، شرعی مجبوری کی بات الگ ہے، لیکن آپ ان عزیزوں اور خاندان والوں کو محسوس کرائیے، محلّہ والوں کو آپ محسوس کرائیے کہ یہ خلاف شریعت ہے یہ خلاف شریعت بھی ہے، اور خلاف عقل بھی ہے اور خلاف مصلحت بھی ہے، یہاں سے ارادہ کرکے جائیں،

ائمۂ مساجد جو یہاں تشریف رکھتے ہیں یا معلمین اور علمائے کرام، مدرسین، ان سے کہوں گا، کہ یہاں سے جانے کے بعد مسجدوں میں تقریریں کریں اور اس پر وعظ کہیں، اور دوسرے جو جلسے ہوتے ہیں ان میں بھی وعظ کہیں، اور پورے ہندوستان میں اصلاح معاشرہ اور اصلاح رسوم کی تحریک چلائیں اللہ مدد فرمائے گا، برکت دے گا اور آپ کو دین کے ایک اہم شعبہ کی تبلیغ اور اس کے احیاء کا جو اجر عظیم ہوگا وہ آپ کو عطا فرمائے گا،

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

بگڑا ہوا ہے آج ہمارا معاشرہ

قاری ہدایت اللہ، استاد معہد دار العلوم ندوۃ العلماء

ہو جائے کاش آنکھ کا تارا معاشرہ
بگڑا ہوا ہے آج ہمارا معاشرہ

انسانیت کا خون ہوا جا رہا ہے آج
باد خزاں کی زد میں ہے سارا معاشرہ

آلودگی سے پاک ہو اونچا رہے مقام
چمکے فلک پہ مثل ستارا معاشرہ

انسان اور حیوان کی جس میں نہ ہو تمیز
ہرگز نہ ہوگا ایسا گوارا معاشرہ

رغبت ہو خمر و میسر و فتنہ فساد سے
یارو اسی نے تو ہے بگاڑا معاشرہ

ہوتی نہیں ہے اصلی و نقلی میں اب تمیز
تطفیف کا لئے ہے سہارا معاشرہ

ڈاکہ زنی سے چوری سے قتل و فریب سے
کس کس طرح کرے ہے گذارا معاشرہ

رشوت کا پاسداری کا جب سے بنا مزاج
جور و جفا کی نذر ہے سارا معاشرہ

ہے تو جواز لیک ہے مذموم یہ طلاق
مطلب سمجھ نہ پایا ہمارا معاشرہ

بیٹی اٹھے بھی کیسے بیچارے غریب کی
تم نے جہیز دے کے بگاڑا معاشرہ

اس لاٹری نے کر دیئے کتنے ہی گھر تباہ
فاقہ کشی کی زد میں ہے سارا معاشرہ

عصمت دری کا قتل کا غارت گری کا آج
چپ چاپ کر رہا ہے نظارا معاشرہ

فلموں سے ناولوں سے تھا پہلے ہی داغدار
ٹی وی نے کیسا آج اُجاڑا معاشرہ

مغرب کی ان ہواؤں سے گر ہو گیا یہ چور
مدت میں بن سکے گا دوبارا معاشرہ

رہبر ملا نہ کوئی بھی اصلاح کے لئے
کرسی کی بس طلب میں ہے سارا معاشرہ

دانشوروں سے دین کے رہبر سے آپ سے
رو رو کے چاہتا ہے سہارا معاشرہ

لبیک کہہ کے آؤ تو رہبر کے ساتھ ہوں
فکر علی میاں نے پکارا معاشرہ

اُٹھو وطن کے لوگو مداوا کے واسطے
روتا ہے خوں کے آنسو بچارا معاشرہ

عزم و ارادہ پختہ ہو مثل پہاڑ آج
بیتابی میں ہو جائے یہ پارا معاشرہ

تاباں رہے گا صفحۂ تاریخ پر سدا
جس جس نے مل کے آج سنوارا معاشرہ

لب پہ دعا ہدایت رنجور ہے یہی
ہو جائے خداوند! دل آرا معاشرہ

بقیہ: حاشیہ ص ۲۱ کا

ہر جانور کی ناک اوپر کو اٹھی ہوتی ہے، لیکن ہاتھی اور سور کی ناک نیچے کی طرف جھکی اور لٹکی رہتی ہے۔ سو خرطوم کے ذکر میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی تمام ہمت پستی کی طرف رجوع تھی (ایضاً)

نہ۔ مطلب یہ ہے کہ جن باتوں کے ذریعہ سے وہ اپنی عزت قائم کرنا چاہتا ہے وہی آخر اس کی ذلت کا موجب بن جاتی ہے۔ (محمد علی لاہوری)

اصلاح معاشرہ کانفرنس

خطبۂ استقبالیہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضرات! ندوۃ العلماء کے لئے یہ نہایت مسرت کا باعث امر ہے کہ وہ اصلاح معاشرہ کے موضوع پر ایک تعمیری اور رہنما اجتماع منعقد کر رہا ہے۔ یہ اجتماع دراصل آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جلسۂ منعقدہ یکم مئی میں کئے گئے ایک فیصلہ کے تحت منعقد کیا جا رہا ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے دو سال قبل اصلاح معاشرہ کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ مسلمانوں نے عام طور پر اور ان کی مختلف جماعتوں اور اداروں نے خاص طور پر اس کام کی ضرورت کو محسوس کیا، اس کام کی اہمیت پر امت کے تمام سمجھدار لوگوں کا اتفاق تھا۔ اور اس کو امت کی شدید ضرورت محسوس کرتے تھے، مختلف جماعتوں نے اپنے امکانات کے لحاظ سے اس کام کو شروع کیا۔ یہ کام بھی ایسا ہے کہ صرف کسی ایک جماعت یا ادارے کے بس کا نہیں سب کے کرنے کا ہے، لہٰذا ندوۃ العلماء کی طرف سے اس میں حصّہ لینا اور وقیع حصّہ لینا باعث تعجب نہیں جبکہ یہ کام ایک طرح سے ندوۃ العلماء کے مقاصد میں داخل ہے۔ ندوۃ العلماء نے اپنی فکر وعمل کا جب آج سے ایک سو سال قبل آغاز کیا تھا، تو وقت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کے نصاب تعلیم کو مسلمانوں کی دینی، دعوتی اور علمی زندگی کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے مقصد کے ساتھ اصلاح ذات البین اور دعوت وارشاد کو بھی موضوع بنایا تھا، آج بھی مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح اور ان کی قومی وملّی زندگی کے فساد کا مقابلہ اس کے دیرینہ مقاصد میں شامل ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ اس مقصد کے لیے کوشش میں وہ وقیع حصّہ لے رہا ہے۔

مسلمانوں میں معاشرتی دائرے میں مختلف خرابیوں اور کمزوریوں کا ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن جن حالات میں اور جس طرح کی کمزوریاں اس وقت مسلمانوں میں بڑھتی جا رہی ہیں وہ بڑے فکر کا باعث ہیں، تقریبات میں بہت مسرفانہ مصارف جبکہ اردگرد ایسے افراد امت بکثرت پائے جاتے ہیں جن کو اپنی بچیوں کی شادی کرنا ناممکن معلوم ہو رہا ہو، اپنے بچوں کو تعلیم دینا دشوار ہو رہا ہو، اور اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے جن وسائل کے حاجتمند ہیں ان سے وہ اپنی غربت کی وجہ سے اپنے کو محروم پاتے ہوں، منشیات کے استعمال میں بتدریج اضافہ جن کی عادت نہ صرف ان کے استعمال کرنیوالے کی زندگی کو کھوکھلا بناتی ہو بلکہ اس کے زیر کفالت کنبہ کو بھی تباہ کرنے کا باعث ہو، اسی طرح لاٹری کا رواج اور اس پر اپنی چھوٹی بڑی آمدنی کو برابر قربان کرتے رہنا جس کے اثر سے باوجود آمدنی ہونے کے اپنے کو اور کنبہ کو غذا تک کی تنگدستی میں مبتلا کر دینا، پھر شادی کی غیر شرعی رسمیں اور بھاری جہیز کی طلب اور لڑکی کے والدین پر مختلف طرح کے بوجھ ڈالنا اور حسب طلب کام نہ ہونے پر انتقامی معاملہ کرنا جس میں بعض وقت ہلاک کر دینے تک نوبت آجاتی ہے پھر اپنے بچوں کی تعلیم سے بے پرواہ بنے رہنا اور توجہ نہ کرنا ایسے قومی امراض ہیں جو گھن کی طرح ملت کی طاقت وصلاحیت کو ختم کرتے جا رہے ہیں۔

طلاق کے مسئلہ کا بھی بہت چرچا ہے اگرچہ وہ اتنا بڑا نہیں ہے جتنا اس کو دکھایا جا رہا ہے کہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں وہ مسلمانوں کیلئے زیادہ پریشانی کا باعث بنتا ہو، اس کو صحافت میں خاص طور پر اسلام کی معاندانہ صحافت میں زیادہ اچھالا جاتا ہے لیکن کوئی منصف مزاج شخص تحقیق کرے اور جائزہ لے تو مسلمانوں کے یہاں طلاق کا اوسط غیر مسلموں کے یہاں پائے جانیوالے واقعاتِ طلاق سے کم نکلے گا۔ پھر طلاق کے مسئلہ کو جس قدر سنگین بنا کر پیش کیا جاتا ہے اسلام میں ویسا نہیں ہے۔

طلاق کے سلسلہ میں اسلامی نقطۂ نظر کا صحیح مطالعہ نہ رکھنے والے یہ نہیں جانتے کہ شریعت اسلامی نے اس کو کن احتیاطوں کے ساتھ وابستہ کیا ہے، اور اگر شریعت پر صحیح عمل ہو تو طلاق کی

لوگ کس قدر کم آتی ہے اور جب آتی ہے تو اس کی حیثیت جل کی ہوتی ہے جو ہلاکت یا زندگی کو جہنم بنا دینے سے بچاتا ہے البتہ اسلامی تعلیمات سے ناواقف یا شریعت سے روگردانی کرنے والے مسلمانوں کا طرز عمل بدنامی کا باعث بن جاتا ہے، بہرحال مسلمان معاشرہ میں ایسی تمام خرابیوں نے ازالہ کی ذمہ داری تمام سمجھدار مسلمانوں پر ہے خواہ وہ علمائے دین ہوں یا واعظ و داعی ہوں یا قومی رہبر یا سوشل ورکر ہوں یہ کام صرف تقریریں کرنے یا جلسہ جلوس نکالنے سے انجام نہیں پا سکتا اس کے لیے فکرمندی اور علمی انداز کی کوششوں کی ضرورت ہے، ہمارے اس اصلاح معاشرہ کے جلسہ کو اس پر غور کرنا اور اس کے لیے مناسب عملی پروگرام بنانا ہے۔ اس لیے اس کی مختلف نشستوں میں مختلف پہلوؤں پر غور و وضاحت کے پروگرام رکھے گئے ہیں. ہم دعا کرتے ہیں کہ یہ اجتماع کامیاب ہو اور اس کے نتیجہ میں طریقہ کار متعین ہو سکے جس پر عمل کرنے سے قابل اطمینان نتیجہ نکل سکے.

حضرات!

اسلام دین فطرت اور زندگی کا مکمل ضابطہ حیات ہے. اس کی شریعت میں انسان کی بشری صلاحیتوں اور کمزوریوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، انفرادی و معاشرتی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے کہ شریعت اسلامی کے مقرر کردہ ضابطہ کے مطابق عمل کرنے کے بعد اس میں دشواری یا خرابی پیدا ہو، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی کی رہنمائی کے تمام ضروری باتیں بنیادی ہیں۔ عبادات سے لیکر معاشرت اور بشری ضرورتوں تک سب کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے. اگر مسلمان شریعت اسلامی پر صحیح عمل کریں تو وہ خرابیاں اور پیچیدگیاں ظاہر نہ ہوں گی جو آج ہمارے لیے پریشانی کا باعث بنی رہی ہیں. اصلاً ہم سب کو اس کی کوشش کرنا چاہیے کہ دین پر پوری طرح عمل ہو، دین اسلام میں اپنے تو اپنے ہیں غیروں تک کے حقوق کا لحاظ کرنا بتایا گیا ہے غیر مسلم تو پھر بھی انسان ہیں۔ ذی حیات مخلوقات کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنا بتایا گیا ہے اور اس پر آخرت کی جزا، یا سزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اس اصل بات پر خصوصی دھیان دیں اور مسلمانوں کے معاشرہ کو مکمل اسلامی معاشرہ بنانے کی فکر کریں اپنی زندگیوں کو بھی اسلامی تعلیمات کا تابع بنائیں، اور دوسروں میں جو بڑی کمزوریاں ہیں ان کے لیے بہتری اور اصلاح کی فکر کریں۔

حضرات!

ہمارے اس اجتماع میں، یوپی سے زیادہ تعداد میں اور پورے ملک سے محدود تعداد میں نمائندگی ہو رہی ہے اس میں جماعتوں اور مسلکوں کی بھی نمائندگی ہے. لوگ دور دور سے تشریف لائے ہیں: انھوں نے اس عظیم مقصد کیلئے موسم کی دشواری کو نظر انداز کیا. اپنے علاقوں کی سہولتوں اور راحتوں کو چھوڑا اور ندوۃ العلماء اور اس کے شہر لکھنؤ کے مسلمانوں کو شرف خدمت عطا کیا، ہم ان کی تشریف آوری کی پوری قدر کرتے ہیں اور پورے خلوص کے ساتھ ان کا استقبال کرتے ہیں، ہم پوری کوشش کریں گے کہ ان کو آرام ملے اور وہ بسہولت اپنے مقصد کو پورا کر سکیں جس کے لیے وہ یہاں آئے ہیں. اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو اور تمام اچھے اعمال کو اپنی رضا کے مطابق بنائے اور قبول فرمائے آمین.

حضرات!

ہم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں کے خاص طور پر شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ندوۃ العلماء کو اس کام میں خصوصی شرکت کا موقع عنایت کیا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہندوستان میں مسلمانوں کی شریعت کے تحفظ کا سب سے بڑا اور جامع ادارہ ہے اسمیں مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور مسلکوں کی نمائندگی ہے، بورڈ نے ماضی میں متعدد غیر معمولی کام انجام دیئے ہیں اور شریعت کے تحفظ کے معرکے سر کئے ہیں اس کو سابق میں حضرت مولانا و قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، اور حضرت شاہ منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ امیر شریعت بہار و اڑیسہ کی سرپرستی حاصل رہی ہے اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم ندوۃ العلماء اور حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب اور دیگر سرکردہ علماء اعلام کی سرپرستی حاصل ہے. ان حضرات کی دلچسپی اور سرپرستی سے بورڈ کو برابر تقویت حاصل ہوتی رہی۔ جو اس کی کامیابی کا باعث بنتی رہی ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قائم رہے گا.

ہم ندوۃ العلماء کے ذمہ داران جناب ناظم صاحب ندوۃ العلماء اور مولانا معین اللہ صاحب ندوی نائب ناظم، اور مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی معتمد تعلیم اور اپنی طرف سے اور اہل شہر کی طرف سے، جن کا بھرپور تعاون ہم کو حاصل ہے مسلم پرسنل لاء بورڈ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور حاضرین کانفرنس کا صدق دل سے استقبال کرتے ہیں۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

> ### دعائے مغفرت
>
> محمد سعید متعلم عالیہ رابعہ شریعہ کی دادی محترمہ کا ایک طویل علالت کے بعد بروز پیر ۲۴ر جولائی ۱۹۹۴ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.
>
> قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

محاسب فطرت کا اندازہ

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

نظام عالم کو قائم کئے ہوئے بے شمار مدت گزر چکی ہے، دنیا اپنی انھیں نیرنگیوں اور بوقلمونیوں کے ساتھ ایک بے حساب زمانہ سے آباد ہے، بڑی بڑی سلطنتوں کی بنیادیں پڑ چکی ہیں، نامی گرامی حکماء پیدا ہو چکے ہیں، نامور کشورکشا گزر چکے ہیں، یہ سب کچھ ہے، لیکن "علم" اور "تمدن" کا جو مفہوم سمجھا جا رہا ہے۔ اس سے انسانی دماغ ابھی تک ناآشنا ہے۔ دنیا مختلف قوموں میں بٹی ہوئی ہے، اور زمین مختلف اقلیموں میں پھٹی ہوئی ہے ہر قوم دوسری سے بے گانہ، ہر ملک دوسرے سے اجنبی۔ آمد و رفت کے وسائل محدود، رسل و رسائل کے ذرائع دشوار، بین الاقوامی تعلقات بمنزلہ صفر۔ لکھے پڑھے ہوؤں کی تعداد ہر ملک میں قلیل۔ کتابوں کی یہ فراوانی جو آج ہے، کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ گویا ہر ملک، دوسرے ملکوں سے بے نیاز و بے تعلق بجائے خود ایک مستقل عالم تھا، اسی لئے قدرتاً ہر ملک کے لئے ایک جداگانہ ہادی، اور ہر قوم کے لئے ایک علاحدہ داعی۔

لیکن اب محاسب قدرت کے اندازہ میں وہ وقت آ جاتا ہے، جب ہر ملک کے ڈانڈے دوسرے سے مل کر رہیں گے، ہر قوم دوسری قوم سے تعلقات پیدا کرے گی، بے گانگی و بے تعلقی کی جگہ ایک سخت قسم کی دوستی یا دشمنی لے گی۔ کلوں کی ایجاد دور دراز سفر کو آسان کر دے گی، آلات کی مدد سے مشرق کی خبر، دم کی دم میں مغرب تک پہونچ جائے گی، چھاپہ کی کلیں نقوش کاغذی کے خزانے اگلنے لگیں گی، اور کتابوں کے لکھنے والوں کی تعداد شاید پڑھنے والوں سے بھی بڑھ کر رہے گی!

محاسب فطرت کا اندازہ

محاسب فطرت کے اندازہ میں جب کائنات اپنی عمر کی اس منزل تک پہونچ جاتی ہے، جب دنیا اپنی پختگی و تکمیل کا یہ درجہ طے کر لیتی ہے، جب یہ گھڑی آ جاتی ہے، تو اس ملک میں جو اور سب ملکوں سے زیادہ بے علم اور اجڈ تھا، اس سرزمین پر جہاں علم و حکمت تمدن و شائستگی کا سایہ بھی نہیں پڑا تھا، اس فضا میں جس نے نہ کوئی ارسطو پیدا کیا تھا، نہ کوئی جالینوس۔ نہ کوئی ہومر پیدا کیا تھا نہ کوئی کالی داس۔ امیوں کے خاندان میں، ان پڑھوں کے گھرانے میں، ایک یتیم اُمی اٹھ کھڑا کیا کہ اپنے قوم و ملک ہی کو نہیں بلکہ ساری انسانی آبادی کو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلا ساری دنیا کے بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ دکھا، تارے بہت سے نکل چکے، شب انسانیت بسر ہونے کو آئی۔ اب تو مطلع کائنات پر آفتاب بن کر طلوع ہو، عامی و عالم، جاہل و حکیم، گورے اور کالے، مشرقی اور مغربی، نادان و دانا، سب کے ظلمت کدے اپنی نورانیت کے پرتو سے روشن کر دے، عصائے موسیٰؑ، دم عیسیٰؑ، تخت سلیمانؑ نار ابراہیمؑ، حسن یوسفؑ، وغیرہ کے سارے معجزات جو مخصوص قوموں کے مقابلہ میں پیش کئے جاتے تھے، ختم ہو چکے، اب زمانہ نئی کروٹ لے رہا ہے، تیرے جلو میں وہ معجزات ہوں گے جو آفتاب سے بڑھ کر روشن ہوں گے، تو اُمّی ہے، اور دنیا اب کاغذی نقوش پر جان دے گی، تو ان پڑھ ہے، اور دنیا میں اب قدر صرف اسکولوں اور کالجوں، یونیورسٹیوں اور اکاڈمیوں کی ہوگی، تو خط نہیں لکھ سکتا، اور دنیا میں اب پرستش صرف ڈگریوں اور ڈپلوموں امتحانوں اور کتب خانوں کی ہوگی، لیکن ہماری قدرتوں کا اعجاز، اور ہماری کارفرمائیوں کا تماشا دیکھ کر یہی دوات، یہی کاغذ اور یہی سیاہی، یہی علوم اور یہی فنون، "نٓ، والقلم وما یسطرون"۔ یہی کتب خانے اور یہی چھاپہ خانے، یہی کتابیں اور یہی کتبے، یہی مقالات اور یہی تحقیقات، یہی قلم اور دوات کی پیدا کی ہوئی ساری مخلوقات تیرے حق میں گواہ ہو کر رہیں گی۔ تیری ہی صداقت کا کلمہ پڑھیں گی، تیری ہی بزرگی و برتری کے محضر پر تصدیق ثبت کرے گی! بدنصیب ابوجہل اور کوربخت ابولہب آج تجھے رد کر رہے ہیں تو اپنی بے بصری کی بنا پر معذور ہیں، کل ہی وہ دن آتا ہے، جب انھیں کی ذریات جن لوگوں کو دانائے و فرزانگی کا امام تسلیم کرے گی۔ حکمت و دانش

کا پیشوا تسلیم کرے گی، خود ہی زبان قال اور زبان حال دونوں سے "ماأنت بنعمة ربك بمجنون" سے تیری گواہی دیں گے، اور بول اٹھیں گے کہ تو اپنے پروردگار کے فضل وکرم سے مجنوں اور دیوانہ نہیں، بلکہ خبطی اور دیوانے وہ ہیں جو اپنی جہالت سے تجھے جھٹلا رہے ہیں عقل کے اندھے وہ ہیں، جو اپنی نادانیوں سے تیری نبوت میں شک کر رہے ہیں۔ دنیا جتنی آگے بڑھے گی، عقل وحکمت کو جتنی ترقی ہوتی جائے گی، تیرے لائے ہوئے دین کا چہرہ روشن سے روشن تر ہو جائے گا۔ تیری عقل وفرزانگی کا آوازہ بلند سے بلند تر ہو جائے گا، رازی وغزالی، طوسی وفارابی ابن رشد وابن سینا تیری ہی حلقہ بگوشی پر فخر کریں گے، غزنوی وغوری، ترک وسلجوق، مصطفےٰ کمال و امان اللہ کو تیری ہی غلامی پر ناز ہوگا!

زمانہ بدل جائے گا، اہل زمانہ کی طبیعتیں بدل جائیں گی، مشرق کی بساط الٹ کر مغرب کے ٹھاٹھ جم جائیں گے، روحانیت کی جگہ مادیت کا سکہ چلنے لگے گا، یہ سب کچھ ہوگا، لیکن تیری محنت وکوشش کا صلہ غیر محدود ہے۔ "وان لك لاجرا غیر ممنون" تیری تبلیغ کا اجر کبھی ہونے والا نہیں، تو نے اپنی اصلاحات سے دنیا میں جو انقلاب برپا کر دیا ہے، اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا تیرے غلاموں کے ذخیرہ علم سے خوشہ چینی کر کر کے اہل مغرب بڑے بڑے نظامات فلسفہ تیار کریں گے، تیری منقبت نگاری کارلائل اور گوئٹے اپنے لئے باعث شرف سمجھیں گے۔ تیرا ہلکا پرتو پڑ جانے سے ٹالسٹائی اور گاندھی، ذرہ سے آفتاب بن جائیں گے، تیری عظمت کا اعتراف آکسفرڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیاں کریں گی، تیرے منہ سے نکلے ہوئے کلموں کے زندہ ومحفوظ رکھنے کے لئے ہالینڈ اور جرمنی کے بڑے بڑے دار الاشاعت وقف رہیں گے۔ تیرا نام ہر روز پانچ، پانچ مرتبہ برلن، پیرس اور لندن کے بلند میناروں سے پکارا جائے گا، تیرے پرستاروں کی عبارت وکلام کی تشریح وتحشی کو براؤن ونکلسن اپنے لئے سرمایۂ ناز سمجھیں گے! جو تیرے دین کے منکر ہوں گے، جو تیرے نام سے دشمنی رکھیں گے خود انھیں کے قلم اور انھیں کے کاغذ اور انھیں کی سیاہی، انھیں کی عقل اور انھیں کے دماغ کو ہم تیری عظمت کے اعتراف، تیری دانائی کی شہادت، تیری کامیابی کی گواہی کے لئے وقف رکھیں گے!

مناقب کی جامعیت

تو آج اُمّی ہے، بے کس ہے، یتیم ہے ظاہر بینوں کی نگاہ میں بے وقعت وبے اثر تیرا ابدی دائمی معجزہ یہ ہے، کہ علوم وفنون ہی تیری عقل ودانائی پر گواہ ہوتے جائیں گے، اور اہل علم وارباب فن ہی کا گروہ تیری کامیابی پر ایک دلیل ناطق ہوتا جائے گا لیکن علوم وفنون کے دفتر یہیں تک پہونچکر خاموش نہ ہو جائیں گے بلکہ تیری عقل ودانش، تیرے اثر وکامیابی سے گزر کر جب تیرے اخلاق کی بلندی، تیری زندگی کی پاکی وپاکیزگی، تیری سیرت کی عظمت وبزرگی کا تذکرہ آئے گا، تو علم وفن کے دفتروں کی خاموش وانك لعلى خلق عظيم زبان ایک بار پھر ناطق ہو جائے گی اور تاریخ، تیرے آفتاب جمال کی نورانیت کے سامنے کسی بزرگ، کسی حکیم کسی فاتح، کسی رشی، کسی مصلح، کسی نبی کی روشنی کو نہ پیش کر سکے گی، تاریخ اپنی فہرست مشاہیر (ہیروز) کو اول سے آخر تک دوہرا جائے گی، اپنے اسماء الرجال کو ایک ایک کر کے سنا جائے گی۔ لیکن زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر موقع پر اخلاق کی اس بلندی، ظرف کی اس وسعت، قلب کی اس فراخی اور مناقب کی اس جامعیت کی کسی دوسری شکل کے پیش کرنے سے عاجز رہ جائے گی!

انیسویں اور بیسویں صدی کے ماہر نفسیات کی تحقیقات ہے، کہ نفس بشری تین اجزاء سے مرکب ہے، ایک عقل یا وقوف دوسرے جذبات واحساسات، تیسرے ارادہ یا سعی عمل ساتویں صدی کے ایک اُمّی کی لائی ہوئی کتاب کا اعجاز یہ ہے کہ اس نے تین مختصر وجامع فقروں میں دنیا کے مصلح اعظمؐ کی ساری زندگی کا عطر کھینچ دیا، اور حیرت انگیز اعجاز، بلاغت وجامعیت کے ساتھ یہ تینوں حقیقتیں روشن کر دیں کہ۔

١۔ نہ تو ان پیغمبرؐ کی عقل میں کسی طرح کا خلل، اور دماغ میں کسی طرح کا فتور ہے، بلکہ ان پر تو عقل ودماغ پیدا کرنے والے کا خاص فضل ہے یعنی ان کی عقل تو مرتبہ کمال پر پہونچی ہوئی ہے۔ ان کی عقل کے مرتبہ شناس ہونے کے لئے تو خود بھی بہت قابل ہونے کی ضرورت ہے (مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ)

٢۔ اور نہ یہ ارادہ وہمت میں ضعیف ہیں نہ مخالفتوں کے ہجوم سے گھبرانے والے ہیں، یہ اپنے کام میں بدستور لگے رہیں گے اور ان کی اسی قوت ارادی کے جو عملی نتائج وثمرات نکلیں گے وہ جلد کیا معنی دیر میں بھی ختم ہونے والے نہیں، وہ غیر محدود اور غیر منقطع ہیں۔ (وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ)

پھر اپنے جذبات کی پاکی وپاکیزگی، اور اپنے احساسات کی بلندی وبرتری کے لحاظ سے بھی تاریخ کائنات میں اگر کوئی ہستی بزرگ وعظیم

کہی جانے کی حقدار ہے تو یہی ہے (وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ)

دنیا میں اب تک جتنے مصلح اور بزرگ پیدا ہوئے ہیں۔ سب نے اسی سہ گانہ نفسی زندگی کی کسی ایک ہی صنف یا شاخ تک اپنی اصلاحوں کا دائرہ محدود رکھا ہے، کوئی وجود باری پر بہتر سے بہتر عقلی دلائل قائم کر گئے، معرفت الٰہی کے دقیق سے دقیق اسرار کھول گئے، رموز الٰہیات کی بہترین شرحیں لکھ گئے، کوئی ایسے آئے جو اپنے کلام کی شیرینی، زندگی کی سادگی، اور پیام کی تاثیر سے دلوں کو موہ گئے، بزم کائنات کے جذبات کو بے خود وبے قرار کر گئے۔ محفل گیتی کے احساسات سوز وگداز سے گرما گئے، اور کوئی ایسے بھی گذرے جنھوں نے اپنی ہمتوں کا ہدف بجائے دل ودماغ کے جسموں کو رکھا، اپنی زبردست قوت ارادی کی فوجوں کے ساتھ باطل کو ہر معرکہ میں شکست دی اور جو اپنی بے پناہ قوت عمل کی شمشیر زنی کا نشان رزمگاہ عالم کے چپہ چپہ پر ثبت کر گئے۔ لیکن وہ بے نظیر ہستی، جو معرکۂ بدر میں سپہ سالار بھی ہو، اور بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھ باندھ صبر کرنیوالا بھی جو ایک کامیاب ومعاملہ فہم تاجر بھی ہو اور ساری ساری رات عبادت کے لئے کھڑے ہو کر کاٹ دینے والا بھی، جو ناصح بھی ہو اور زندہ دل بھی، جو فقر وتوکل کا بھی بوریہ نشیں ہو، اور آئین جہاں بانی کا معلم بھی، جو علم وحکمت کا درس بھی دیتا ہو، اور عشق ومحبت کے گُر بھی سکھاتا ہو۔ جو ایک ہی وقت میں عقل وفہم کی درسگاہ کا استاد بھی ہو جذبات کے چمن کا سب سے زیادہ لطیف، شاداب اور سدا بہار پھول بھی ہو، اور سعی وارادہ کے میدان میں سب کا سردار بھی ہو، ایسی جامع اور لاشریک لہٗ ہستی توصرف اسی مصلح اعظمؐ کی ہوئی ہے، جس کی تصدیق کسی وقتی معجزہ اور ہنگامی کرامت پر منحصر نہیں بلکہ جس کی سچائی پر (نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ) دوات اور قلم، اور ان کے لکھے ہوئے دفتر علوم وفنون کی خاموش زبانیں ہمیشہ کے لئے گواہِ ناطق رہیں گی!

آج کا ماہر نفسیات اپنی محدود بشری معلومات کے لحاظ سے کہہ سکتا ہے کہ ترتیب بیان میں جذبات کے ذکر کو ارادہ کے ذکر پر مقدم ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اس بے چارہ کو اس کی خبر نہیں کہ سیرت کی بلندی کے اصلی امتحان کا وقت تو ہر قسم کی عملی کامیابیوں کے حصول کے بعد ہی ہو سکتا ہے، نہ کہ ان کے قبل۔ اسلئے انتہائی عملی کامیابیوں کا ذکر، سیرت کی بزرگی پر مقدم ہونا لازمی تھا۔ نفسیات کی عام درسی کتابوں میں لکھی ہوئی ترتیب میں اس بظاہر خفیف اصلاح کے ذریعہ کتاب مبین نے یہ پورا مفہوم واضح کر دیا، کہ اے پیغمبرؐ، ابھی تو تم کمزوری اور مغلوبی، بے کسی اور بے بسی کی حالت میں ہو، ابھی یہ نادان اور بدنصیب تمہارے اوپر مضحکہ کر رہے ہیں، لیکن عنقریب وہ دن آ رہا ہے جب تمہارے کمالات عقلی کا انھیں اعتراف کرنا پڑے گا اور تمہاری تبلیغ کی عملی کامیابی کی یہ نوبت ہوگی کہ بڑے سے بڑے خزانوں کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں گی، بڑی سے بڑی فوجوں کی سرداری تمھیں حاصل ہوگی، بڑی سے بڑی قوت وطاقت کے تم مالک ہوگے، اس وقت تمہارے خلق عظیم کے جوہر چمکیں گے۔ اس وقت یہ نظر آئے گا، کہ آج کی فروتنی وحلم، خاکساری وبُردباری نرمی ورحمدلی، مغلوبیت کی مجبوری سے نہیں؛ بلکہ تمہاری سرشت ملکوتی اور فطرت لطیف میں داخل ہے، اور تمہاری سیرت کی بلندی وبرتری کا پورا امتحان ان عملی کامیابیوں اور فیروزمندیوں کی معراج پر پہنچکر ہوگا۔"

بشارت کا وقت

یہ بشارتیں اس وقت نازل ہوتی ہیں۔ جب حق، چاروں طرف سے باطل کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے۔ جب مکہ کا ایک پاک نسب یتیم، اپنے گنتی کے چند رفیقوں کو چھوڑ کر، مکہ اور گرد وجوار کی ساری آبادی کے خلاف اپنی بیچارگی اور بے بسی کو پوری طرح محسوس کر رہا ہے، جب چشم ظاہر کے سامنے کوئی ایک علامت بھی اس کی تائید وموافقت میں موجود نہیں اس لئے معاً بعد یہ ارشاد ہوتا ہے، آج تو ان پیشینگوئیوں کو کون تسلیم کرے گا۔ آج تو خود ہی تمہارا دل سارے ظاہری اسباب کامیابی سے مایوس ہو چکا ہے۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ! لیکن عنقریب تمھیں بھی نظر آ جائے گا اور انھیں بھی تم دیکھ لوگے اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ واقعۃً نادان اور لایعقل اور سر پھرا ہوا کون ہے؟ آج یہ اپنے عقل وفہم کے غرہ میں تمھیں نادان سمجھ رہے ہیں۔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ لیکن کل ان نادانوں کو بھی نظر آ جائے گا۔ کہ بھٹکا ہوا کون ہے اور راہ راست پر کون ہے! کس کا دماغ اوہام وخیالات فاسدہ میں پھنسا ہوا ہے، اور سررشتۂ حقیقت کس کے ہاتھ میں ہے! کائنات کا پروردگار خود ہی اس کا فیصلہ کر کے رہے گا قیامت ہی کو نہیں، اس مادی وعنصری دنیا میں بھی۔

یہ فیصلہ عنقریب ہو کر رہے گا، نہ ہوا کہ

اے دور سمجھ کر اے پیغمبر اور حالات کے ہجوم کو دیکھکر کہیں تم ان نالائق جھٹلانے والوں کے کہنے سننے میں آجاؤ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ. وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ، اور نہ ہو کہ ان باطل پرستوں کی مروت یا صلح جوئی اور مصالحت پسندی کے تقاضہ سے اپنے فریضہ حق گوئی میں کچھ کمی آنے دو، یہ لوگ تو دل سے چاہتے ہی یہ ہیں، کہ ادھر تم اپنے فرائض تبلیغ ورسالت میں نرم پڑو اور ادھر وہ اپنی مشق ستم میں نرمی اختیار کرلیں۔ بلا لحاظ عواقب، بلا خیال نتائج، دعوتِ حق وتبلیغ رسالت میں لگے رہو، یہ تمھیں ضدی کہیں، جنگجو کہیں، غیر مصلحت اندیش کہیں، جوچاہیں کہیں، انکی مروت وخاطر میں خود نرم پڑجانے کاخیال تک دل میں نہ لانا۔

ہر نور کے مقابلہ میں ظلمت، ہر ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت، ہر راستی کے مقابلہ میں کجی، فطرت کا دستور شروع سے چلا آرہا ہے لطافت وپاکیزگی کے اس سرچشمہ، نیکی وخلوص کے اس سمندر، خوبی ومجبوبی کے اس آفتاب کے مقابلہ میں لازمی تھا کہ دوسری طرف شرارت ونفاق، گندگی اور پلیدی، زشتی وخباثت کا ڈھیر بھی اسی درجہ کا ہو۔ اسی لئے فوراً ہی ارشاد ہوتا ہے کہ کس کے ساتھ مصالحت کروگے؟ کس کی جانب اتحاد عمل کا ہاتھ بڑھاؤ گے؟ کیا ایسوں کے ساتھ جن کے یہ خصوصیات ہوں؟ کیا ان کی طرف جن کے یہ اوصاف ہوں؟ جھوٹے لپاڑے، وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ. اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ بات بات پر بے ضرورت قسمیں کھانے والے ذلیل وخوار جنھیں اپنی عزت نفس کا ذرا خیال نہیں، عیب لگانیوالے، طعن کرنیوالے، ادھر سے ادھر جاجاکر لگائی بجھائی کرنے والے نیک کاموں میں روڑے اٹکانے والے اپنی عقل کے غرہ پر اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کو توڑنے والے، گناہوں کی گندگی میں تھڑے رہنے والے، جھگڑے بکھیڑے کرنے والے اور پھر جس قوم وطبقہ میں شامل نہیں اس کی جانب اپنی نسبت کرنے والے[۳] اور یہ ساری اکڑ کیوں؟ اسلئے کہ اپنے مال اور اولاد پر فخر ہے، اپنی جائداد اور جتھے پر ناز ہے!

اسوۂ رسولؐ

رسولؐ آج چشم ظاہر سے مستور ہیں، لیکن "اسوۂ رسول" مستور نہیں۔ وہ قدم جن پر پیشانیوں کا رگڑنا ہمارے لئے اوج سعادت تھا، آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں، لیکن "نقش قدم" موجود ہیں صاحب خُلق عظیم آج "رفیق اعلیٰ" کی رفاقت میں ہے، لیکن "خُلق عظیم" کی امانت انسانوں کے سینوں اور کتب خانوں کے سفینوں میں آج بھی محفوظ ہے۔ پیامبر کا پیام زندہ ہے، کام زندہ ہے، نام زندہ ہے، اور آج خاک کا ہر پتلا اپنے ظرف اور بساط کے مطابق اُس گنج نور سے کسب فیض کرسکتا ہے، ٹھیک اسی طرح باطل پرستی کی بھی راہ آج بھی بند نہیں، جس طرح صاحب "خلق عظیم" کی علوی نسبت زندۂ قائم ہے، اُسی طرح "حلاف مہین" کا سفلی سلسلہ بھی منقطع نہیں ہوا ہے۔ بے ضرورت حلف نامے شائع کرنیوالے، غیر اللہ کی قسمیں کھانے والے، اسے کمال آتشاپرداری کا نمونہ سمجھ کر اس پر فخر کرنے والے، اپنے فوری مقاصد کے حصول کے لئے اپنے ہاتھوں اپنے عزت وشرافت ظرف کا خون کرڈالنے والے۔ بیگانوں کے سامنے اپنوں کی مخبری وجاسوسی کرنے والے نیک کاموں میں شرکت اور چندے سے مختلف حیلوں حوالوں سے روکنے والے، پردہ اور سود کے متعلق اللہ کی باندھی ہوئی حدوں کو اپنی روشن خیالی کے زعم میں توڑ ڈالنے والے ان گناہوں کو گناہ نہ سمجھ کران پر فخر کرنے والے، لڑائی جھگڑوں کو طرح طرح کے پرفریب طریقوں سے طول دینے والے اپنی بڑائی کا نقارہ اپنے ہاتھ سے پیٹنے والے، پاک وپاکیزہ گروہوں کی جانب بلا استحقاق اپنی نسبت دینے والے اور پھر یہ ساری زیادتیاں محض اپنے جتھے اور اپنے سرمایہ، اپنی پارٹی اور اپنے فنڈ کے بل پر کرنے والے جب تک روئے ارض پر موجود ہیں، کون کہہ سکتا ہے، کہ صبح سعادت کی پوری نورانیت وضوفشانی کے ساتھ شب باطل بھی اپنی پوری تیرگی وسیاہی کے ساتھ موجود نہیں؟

ان بدنصیبوں کی بڑی شامت یہ ہوتی ہے کہ انھیں جب اللہ کی نشانیوں پر توجہ دلائی جاتی ہے، جب انھیں ان کے کرتوتوں کے نتائج پر آگاہ کیا جاتا ہے، جب انھیں احکام الٰہی پڑھکر سنائے جاتے ہیں تو یہ بے توجہی سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ. اور بجائے توجہ والتفات کے کہنے لگتے ہیں، کہ یہ تو سنی سنائی پرانی کہانیاں ہیں! پستی وگمراہی کا یہ آخری مرتبہ ہوتا ہے، جب نصیحت یا موعظۃ بھی تلخ معلوم ہونے لگتی ہے، جب راستی سے بے تعلقی وبیزاری اس حد تک پہونچ جاتی ہے، جب حق وصداقت سے سارا رشتہ ٹوٹ کر پورا اعتماد صرف اپنی ذکاوت وذہانت اور اپنے جتھے اور سرمایہ پر رہ جاتا ہے تو اس وقت عذاب الٰہی اس شکل میں نازل ہوتا ہے، کہ بدبخت کی ناک پر داغ۔ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ. لگادیا جاتا ہے اور اس کے چہرے کو داغدار کردیا جاتا ہے، اور اس کی توہین ورسوائی کا سامان دنیا اور آخرت دونوں عالموں میں کردیا جاتا ہے، آخرت میں ناک پر جس پر داغ لگایا جائے گا، اس کا حال وہیں معلوم ہوسکتا ہے، البتہ دنیا میں ناک پر داغ لگنے کا مفہوم بالکل واضح ہے، ہر وہ شے جو انسان کو ایسا بدنام ورسوا کردے، کہ پھر وہ رسوائی اس سے دفع نہ ہوسکے، ہر وہ شے جو کسی کی سفیدی میں سیاہی لگادے، ہر وہ شے جو کسی کے ایسے شرمناک جرم کو منظر عام پر لے آئے، جس کے بعد مجرم منھ دکھانے کے قابل نہ رہے[۴]۔ اس کے لئے وسم علی الخرطوم، اس کی ناک کا داغ ہے[۵]۔ حافظِ حقیقی ایسے ناک کے داغ سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے!

حواشی

[۱] نٓ کے معنی ہر مفسر نے اپنے مذاق کے موافق لکھے ہیں لیکن لغت میں اس کے معنی دوات کے ہیں اور یہی ابن عباسؓ، حسنؒ وقتادہؒ سے بھی مروی ہیں (النون الدواۃ وھی من قولہ عزوجل نٓ والقلم عن الحسن وقتادہ (تاج العروس) عن ابن عباس قال ان اللہ خلق النون وھی الدواۃ (ابن جریرؒ) عن الحسن فی قولہ نٓ قال ھو الدواۃ (〃) عن قتادہ قال النون الدواۃ) بغویؒ نے ضحاک کی جانب بھی یہی معنی منسوب کئے ہیں۔ بیضاوی، بغوی، نیشاپوری، سب نے ایک ہی معنی دوات لکھے ہیں، اور خازن نے ایک شعر بھی سند میں نقل کیا ہے۔

[۲] محققین کی تحقیق میں سورۂ اقراء کے بعد سب سے پہلے یہی سورۃ نازل ہوئی ہے عن جابر بن زید قال اول ما انزل اللہ تعالیٰ من القرآن بمکۃ اقرأ باسم ربک ثم نٓ والقلم (اتقان، سیوطیؒ، نوع سابع ص۲۵ مطبوعہ کلکتہ)

[۳] سو قریب ہے کہ تو بھی دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے جس وقت تیرے نیک خُلقوں کی کشش اور ہدایت کی نشانیاں دنیا میں ان کو راہ پر لائیں گی، تیرا کمال ان کے نظروں کے سامنے ظاہر اور جلوہ گر ہوگا۔ اور موت کے بعد اچھی طرح دیکھ لیں گے۔ (شاہ عبد العزیز دہلوی)

[۴] الملتصق فی قوم لیس منھم (قاموس) فی القوم ولیس منھم (راغب) المنتسب الی قوم ھو ملحق بھم لا منھم (ایضاً) فی کلام العرب الملصق بالقوم ولیس منھم (ابن جریر) حضرت ابن عباسؓ اور سعید بن جبیرؓ سے بھی یہی معنی مروی ہے۔

[۵] فعلمہ بعلامۃ یعرف بھا (راغب) لنرمہ عارا لا ینفی عنہ (ایضاً) بنسبتین امرہ بیانا واضحا حتی یعرفوہ فلا یخفی علیھم کما لا تخفی السمۃ علی الخرطوم (ابن جریرؒ) قال قتادہؒ معنی ذلک شین لا یفارقہ (ایضاً) سیلحق بہ شیئاً لا یفارقہ (خازن) ھو عبارۃ عن یذلہ، غایۃ الاذلال (بیضاویؒ) خرطوم کا لفظ لانے میں جو لغت میں ہاتھی اور سور کی ناک کو کہتے ہیں، کمال حقارت اس کی منظور ہے۔ گویا وہ شخص انسانیت سے نکل کر خسیس ہونے میں مثل سور کے اور تکبر میں مثل ہاتھی کے ہوگیا ہے (شاہ عبد العزیز دہلویؒ) (باقی ص۱۲ پر)

(بقیہ) رپورٹ اصلاح معاشرہ

پورے ذوق وشوق مہمان نوازی کے ساتھ چوکس ومتحرک تھی، مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے، مختلف ذوق ومزاج مختلف صحت وعمر کے مہمانوں کی اتنی بڑی تعداد کا پورے طور پر حق ادا کرنا کچھ آسان کام نہیں، تاہم معقول نظم کی پوری کوشش کی گئی تھی مہمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے چونکہ وہ اس کانفرنس کو اپنا کام اور دینی فریضہ سمجھ کر تشریف لائے تھے کوئی تکلیف بھی پہونچی تو خوش دلی سے گوارا کیا، پوری کارروائی میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہر شخص کا اپنا ذاتی کام ہے کانفرنس کے جلسے تین تین گھنٹے تک مسلسل جاری رہتے تھے تاہم مجمع پرسکون وسکینہ کا سماں بندھا رہتا تھا، صبح سے ایک بجے تک جاری رہنے والے اجلاس کے بعد ظہر بعد ظہرانہ کے معاً بعد پھر جلسہ کا ہونا بہت ہی تکلیف دہ بات تھی لیکن اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ذوق ولگن کے ساتھ آنے والے مندوبین کو کہ ظہر بعد پھر پنڈال کھچا کھچ بھرا ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل خاص رہا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

شاندار اور وسیع پنڈال میں تعالیٰ ... ہزار کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام نشستوں میں بھرپور حاضری رہا کرتی تھی خواتین کے لئے عباسیہ ہال اور دار القضاء میں انتظام کیا گیا تھا۔

• لکھنؤ اور کانپور کے شہریوں نے مہمانوں کے لانے لے جانے کے لئے بسوں اور کاروں کا انتظام کیا تھا۔

لکھنؤ کے شہریوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں بڑی دلچسپی لی۔ ذمہ داروں کی ایک ٹیم ہر وقت ندوہ کے حدود میں موجود رہتی تھی۔

روزنامہ قومی آواز نے بڑی فراخدلی سے جلسہ کے سلسلہ کی تمام خبروں اور مضامین کی اشاعت میں حصہ لیا۔

آخری اجلاس میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیمات مولانا عبد اللہ عباس ندوی نے اہل شہر کے تعاون ودلچسپی کا شکریہ ادا کیا، اپنے اساتذہ وطلبہ کی محنت ولگن کی تحسین کی مندوبین حضرات کی زحمت افزائی کا شکریہ ادا کیا پھر حضرت مولانا مدظلہ کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

کیوں اور کس لئے!

شمس الحق ندوی

ماہ ربیع الاول کی آمد آمد ہے آپ کے دل و دماغ میں آپ کی اصطلاح میں عید میلاد النبیؐ کے جلسوں اور نعتیہ مشاعروں کی محفلوں کا خیال گردش کر رہا ہے ابھی سے گیٹوں کی سجاوٹ اور رنگ و نور کی جگمگاہٹ کا منظر دل کو سرور اور آنکھوں کو نور کی تابانی عطا کر رہا ہے۔ آپ کو شاید یہ فکر بھی ہو کہ اس سال ہمارے محلہ یا ہمارے شہر کے جلسۂ سیرت النبیؐ کی سجاوٹ کو دوسرے محلوں یا شہروں کی سجاوٹ سے اچھوتا اور نرالا انداز اپنانا ہے جو سب پر فائق اور سب سے زیادہ نگاہوں کو خیرہ کرنے والا اور واہ واہ کی داد حاصل کرنے والا ہو۔ لیکن آپ سے ہماری گزارش ہے کہ اس سے قبل کہ آپ ان جلسوں کے اہتمام کی گرانباری اور مقابلہ کی چشمک کا شکار ہوں۔ تھوڑی دیر کیلئے ہمارے ساتھ مکہ کی جھلستی ہوئی پہاڑیوں کے دامن میں تپتی ہوئی ریت پر دو چار قدم چل لیں اور پھر اپنے پاؤں کے آبلوں اور چھالوں سے پوچھیں کہ ان پر کیا گزرتی تھی، جن کو صرف اس پاداش میں کہ وہ بارہ ربیع الاول کو آنے والے رسول پر ایمان لائے ہیں اس تپتے ہوئے ریگ زار پر لٹا کر سینے پر گرم و بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تھا کہ ہل بھی نہ سکیں۔ ذرا اس کربناک منظر کو دیکھنے کی تاب ہو تو نظر اٹھائیے اور دیکھئے کہ حضرت خبیب کو ایک ستون پر لٹکا دیا گیا ہے، قبائل کے نوجوان ان پر تیروں کی بارش کر کے اپنے دل کا ارمان نکال رہے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ کہو کیا اب یہ پسند کرو گے کہ تم محمدؐ کا کلمہ پڑھنا چھوڑ دو تم کو آزاد کر دیا جائے اور تمہاری جگہ (نعوذ باللہ) محمدؐ ہوں۔ جواب ملتا ہے ہماری جگہ ہمارا محبوب رسولؐ ہو اور میں چھوڑ دیا جاؤں یہ تو بہت دور کی بات ہے، ہم کو تو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمدؐ کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھے اور میں چھوڑ دیا جاؤں۔ اب آپ اپنی بھیگی ہوئی آنکھوں اور تھرتھراتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ ذرا حضرت خباب بن ارت کی پیٹھ کھول کر دیکھئے یہ جو برص کے سے داغ نظر آ رہے ہیں یہ اس کے ہیں کہ ان کو آگ پر لٹا دیا گیا تھا اور ایک شخص نے سینہ پر پاؤں رکھ کر دبا دیا تھا۔ کہ پیٹھ زمین سے لگ جائے اور آگ کے انگارے جسم سے چپک جائیں۔

نازوں کے پالے یہ مصعب بن عمیرؓ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں میں نے مصعب بن عمیر سے زیادہ خوش وضع و خوبرو، جامہ زیب اور ان سے زیادہ ناز پروردہ کسی اور کو نہیں دیکھا، لیکن یہی مصعب بن عمیر جب چھپ چھپا کر اسلام لائے اور قبیلہ والوں کو خبر ہو گئی تو ان کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور ہجرت حبشہ تک قید میں رہے۔

یہ عثمان بن مظعون ہیں۔ اسلام لانے کے بعد ولید بن مغیرہ کی پناہ لے لی تھی لیکن کچھ ہی دنوں بعد ان کی غیرتِ ایمانی نے گوارا نہ کیا کہ کسی مشرک کی پناہ میں رہیں بالآخر ایک مشرک سے کہاسنی کے بعد اس نے ان کی آنکھ پر ایسا طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ جاتی رہی۔

یہ خون میں لت پت خاتون حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہؓ ہیں اور بھائی ہی کی زدوکوب نے ان کو لہولہان کر رکھا ہے۔ آخرًا بہن کے خون کی اس لالی نے بھائی کے پتھر دل کو موم کر دیا۔ کچھ سوچا پھر پوچھا پھر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔

یہ شعب ابی طالب ہے سنیے اس گھاٹی سے بچوں کے رونے اور بلبلانے کی کیسی کربناک آوازیں آ رہی ہیں۔ اللہ کے رسول اور ان کے فدائیوں اور ہمنواؤں کا مقاطعہ کر دیا گیا ہے وہ اس گھاٹی میں محصور ہیں کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں پہونچ پا رہا ہے یہ عرصہ دو چار ہفتہ مہینہ کا نہیں تھا بلکہ اس حال میں پورے تین سال گذر گئے، ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا، بچے بلک رہے ہیں بڑے ببول کی پتیاں کھانے پر مجبور ہیں۔ زیادہ تفصیل آپ کو بیکل بنا کر رکھ دے گی

ادھر دیکھئے رات کی تاریکی میں کاشانۂ نبوی پر گھیرا ڈال دیا گیا ہے کہ آپ باہر نہ نکل سکیں اور صبح ہوتے ہی (نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دیا جائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے کس طرح نکلے وہ آپ کو معلوم ہے آپ اپنے رفیق غار صدیق اکبر کے ساتھ غار ثور میں چھپے ہوئے ہیں اور غیظ وغضب میں بھرے ہوئے کفار آپ کی تلاش میں سرگرم عمل ہیں پکڑنے والوں کے لئے انعام مقرر کیا جا چکا ہے غار کے اوپر کفار کے چلنے کی آواز آ رہی ہے۔ کسی کسی وقت تو ان کے تلوے تک غار میں

جھپنے والوں کو نظر آتے تھے کیسی بے کسی کا عالم ہے ؟؟؟

یہ جو کچھ آپ نے دیکھا اور سنا ایک جھلک ہے ابتلا و آزمائش کے ان پہاڑوں کی جو ان پر اور ان کے صحابہ پر توڑے گئے جن کی یاد میں عید میلاد النبیؐ کے نام سے سیرت کے جلسے منعقد ہوں گے، جلسے ہونگے نعتیہ مشاعرے ہوں گے، پوری رات میلے کا سا سماں ہوگا۔ رنگ و نور کا سیلاب چل رہا ہوگا۔ اور صبح کے تڑکے جب مسجد کے میناروں سے مؤذن کی صدا گونجے گی کہ نماز کے لئے آؤ، کامیابی کی طرف آؤ۔ تو محبتِ رسول کے یہ دعویدار نیند کے خراٹے لے رہے ہونگے جب کہ اس ذات عالی کا جس کے نام پر یہ سب کچھ ہو رہا تھا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، میلاد میں معراج کا بھی ذکر آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز مومن کی معراج ہے"، نماز کی بات تو رات بھر جاگنے کے سیاق میں آ گئی۔

اب ذرا تھم جائیے سوچیے اور غور کیجئے کہ اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ نے وہ تکلیفیں اور مشقتیں کیوں جھیلی تھیں جن کا ذکر ہوا کیا صرف اس لئے کہ تاریخ میں انکے صبر و ثبات اور استقامت کا تذکرہ ہو! یا اس لئے کہ وہ اپنی اس قوت ایمانی واخلاص اور صرف ایک کی بڑائی کے اعتراف اور اس کے سامنے جھکنے کی عملی دعوت دیں۔ کہ انکے اس عملی کردار سے آنے والی نسلوں کو روشنی ملتی رہے اور وہ اپنی زندگی کے ایمانی اور عملی سانچہ کو اسی سانچہ میں ڈھال لیں جس سانچہ میں انھوں نے اپنے آپ کو ڈھالا تھا۔

دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ عین اس وقت جس وقت ہم میلاد کی مسرفانہ بلکہ نمائشی اور مسابقانہ و ریاکارانہ سجاوٹ میں سارے حدود و قیود کو توڑ کر دیوالی اور دسہرہ کا سماں پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ کتنے دینی کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنے کے کام مردہ یا نہ ہونے کے سبب رکے ہوتے ہیں۔ کہاں امت کے لئے ۱۲ ربیع الاول کو آنیوالا رسولؐ کی بے کلی و تڑپ کہ اس کو راہ حق پر چلنا نصیب ہو، وہ شرک و بدعت سے محفوظ، کتاب و سنت کے صاف شفاف آئینہ میں اپنے خد و خال کو دیکھے اور جو بھی داغ دھبہ نظر آئے اس کو فورًا مٹا کر سنتِ رسولؐ کے مطابق بنا لے۔ سیرت پاک پر ہونے والے ان جلسوں کا بھی اصل مقصد یہی ہونا چاہیئے، نہ کہ تسکین شوق اور نمود و نمائش۔

علماء سے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو سنیں، جانیں اور اس پر عمل کریں ہماری زندگی، ہمارے سماج و معاشرہ میں جو چیز بھی ایسی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے میل نہ کھاتی ہو اس کو فورًا مٹا دیں۔ لیکن جب ہم رسمی اور رواجی میلاد ہی میں کھو جائیں گے تو پھر وہ روشنی کیسے حاصل ہوگی، جو سیرت پاک ہمیں عطا کرتی ہے۔

زیادہ کچھ کہنے کے بجائے بس اتنا ہی عرض ہے کہ آپ سوچیے کہ بالفرض اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لائیں جب ہزاروں اور لاکھوں روپے سجاوٹ میں لگا کر جشن میلاد النبی منایا جا رہا ہو اور یہ سوال کریں کہ ہماری اُمت کے ہزاروں بچے دینی تعلیم سے محروم ہو رہے ہیں ان کو کتابیں اور مدرسہ میسر نہیں، سیکڑوں یتیموں اور بیواؤں کو کھانا کپڑا نصیب نہیں ہے ہم نے تو تم کو یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کے فضائل سنائے تھے گرتوں کو اٹھانے اور سہارا دینے کے احکامات بتلائے تھے، ادھر سے غفلت برت کر یہ لاکھوں روپے ہمارے نام پر میلاد کے عنوان سے کیوں اور کس لئے خرچ کر رہے ہو۔ جس کے بارے میں ہم نے ایک بار بھی نہیں کہا تھا کہ ہمارے دنیا سے جانے کے بعد ہماری یاد میں ہماری برسی منایا کرنا اور خوب سجاوٹ و فخر و مباہات کے ساتھ منانا، سوچیے اور غور کیجئے یہ مسرفانہ خرچ کیوں اور کس لئے، اور ایسے وقت میں جب اُمت مسلمہ کا دین و عقیدہ خطرے میں ہے ہر چہار طرف سے سازشیں اور حملے ہیں ایسے کہ پہاڑ ہل جائیں۔

دعائے مغفرت

دار العلوم ندوۃ العلماء کے سابق استاد مولانا سید نعیم اختر ندوی صاحب مقیم حال برطانیہ کے والد محترم جناب سید ابن علی صاحب کا ۱۲؍ جولائی ۹۴ء کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انتقال کے وقت مرحوم کی عمر ۸۰ سال تھی مرحوم تعمیر حیات کے بڑے قدرداں تھے اور بڑے ذوق و شوق سے اس کو پڑھتے تھے، قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

- محمد عمران متعلم عالیہ ثانیہ شریعہ کے نانا مولانا بہاء الدین صاحب قاسمی کا مظفر نگر میں ۲۳؍ جون کو بروز جمعہ انتقال فرما گئے، قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

جہیز کی لالچ

اللہ و رسول کے غضب کو دعوت دیتی ہے

ڈاکٹر ایم ایس اختر (کرناٹک)

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بوقت رخصتی چند ضروری اشیاء بطور جہیز عنایت کیں مگر کسی بھی روایت سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جہیز مانگنے کی رسم بھی رائج تھی۔ یا لڑکی والوں کو لڑکے والوں کی یا خود لڑکے کی فرمائش پوری کرنی پڑتی تھی اور نہ پوری کرنے کی صورت میں منگنی ٹوٹ جاتی تھی یا دلہن کو سسرال والے ستایا کرتے تھے، اس سلسلے میں یہ ثبوت کافی ہوگا کہ خود حضور سرکار دو عالمؐ نے جتنی بھی شادیاں کیں کسی سے بھی جہیز کی فرمائش نہیں کی البتہ حضرت سیدہ خدیجہؓ عرب کی مالدار خاتون تھیں اس لیے وہ جب حضور سرکار دو عالمؐ کی زوجیت میں آئیں تو انھوں نے اپنا سارا مال حضورؐ پر قربان کردیا مگر اسے کسی بھی طرح جہیز کی حیثیت نہیں دی جاسکتی۔ حضور سرکار دو عالمؐ کو یہ پسند نہ تھا کہ ان کی امت میں سے کوئی دولت کی لالچ میں کسی لڑکی سے شادی کرے اس کی وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

جس شخص نے کسی عورت سے (محض) اس کی شہرت کی بنا پر نکاح کیا تو اللہ اسے ذلیل کر دے گا اور جس نے کسی ایسی عورت سے (محض) اس کے مال کی بنا پر نکاح کیا تو اللہ اس کے فقر و محتاجی میں اضافہ کردے گا اور جس نے کسی عورت سے اس کے حسب و نسب کی بنا پر نکاح کیا تو اللہ اسے پست و حقیر کردے گا اور جس نے کسی عورت سے نکاح اپنی نظر نیچی رکھنے، اپنی شرمگاہ کو برائی سے بچانے اور صلہ رحمی کی غرض سے نکاح کیا تو اللہ مرد و عورت دونوں کو خیر و برکت سے نوازے گا۔" (طبرانی منقول از فتح القدیر شرح ہدایہ ۳/۱۰۲)

کچھ لوگ تو جہیز اور دولت کی ہوس میں اس قدر گرفتار ہوجاتے ہیں کہ ان کی فرمائش پوری نہ ہو تو.... منگنی توڑ دیتے ہیں یا پھر اپنے لڑکے کی دوسری شادی کر ڈالتے ہیں تاکہ ان کی غربت دور ہوسکے یا ہوس پوری ہوجائے، وہ کلام پاک کی اس ہدایت کو بھول جاتے ہیں کہ اولاد ان کے امتحان کی چیز ہے بعوض جہیز فروخت کرنے کی نہیں۔

"...اور تم جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے امتحان کی چیز ہیں" (سورۂ انفال ۲۸)

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ موجودہ سماج میں جہیز کی رسم کو فروغ دینے میں ملت کا وہ طبقہ پیش پیش ہے جسے ہم خوشحال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ کہتے ہیں۔ وہ اپنے لڑکے پر ہونے والے تمام اخراجات مع اس کی پڑھائی کے لڑکی والوں سے وصول کرنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی نہیں آرام و آسائش کے سامان کی لمبی فہرست لڑکی والوں کو دینے سے نہیں چوکتا اور فرمائشیں حسب خواہش پوری نہ ہونے پر دولہن کو جی بھر کر ستاتے یا پھر موت کی نیند سلادیتے ہیں، کیا یہ انسانیت کے ان اصولوں کے خلاف نہیں جنھیں اللہ نے ہمارے لیے اور سماج کی بقا کے لیے مقرر کیا ہے اور جنھیں توڑ کر ہم خود بھی پریشان حال اور پورے مسلم سماج کو اخلاقی اور معاشی تباہی کے غار تک ڈھکیل رہے ہیں، ایسے لوگ اپنے مفاد کی خاطر کلام پاک کی درج ذیل ہدایتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں:-

۱۔ اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔

۲۔ ایسے لوگوں کو جن کو نکاح کی مقدرت نہیں ان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے پھر نکاح کریں۔ (سورۃ النور۔ ۳۳)

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ خود غنی یعنی امیر ہونے کی خاطر لڑکی والوں سے جہیز کے نام پر رقم یا قیمتی سامان مانگ کر اپنے گھر کو بھر لینے کا حکم یا اجازت اللہ تعالیٰ نے نہیں دی ہے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ ضبط نفس کے بجائے حکم الٰہی کے خلاف کرتا ہے۔ آپ ہی بتلایئے آپ ایسے لوگوں کو مسلمان کس طرح کہہ سکتے ہیں جو ہوس میں اندھے ہوکر اسی راہ میں بھٹکتے ہیں جس کی ممانعت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہو، کیا ایسے ہی لوگوں کے لیے کلام پاک کی درج ذیل آیتیں موزوں نہیں ہوتیں؟:-

۱۔"...اور جو خدا کی اتاری ہوئی ہدایت کے مطابق فیصلہ نہ کریں ایسے ہی لوگ دراصل کافر ہیں....." (سورۃ المائدہ آیت ۴۴)

۲۔"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کرتے ہیں (آخر کار) یہ لوگ ذلیل ترین لوگوں میں ہیں۔" (سورۃ المجادلہ آیت ۲۰)

۳۔"اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لیے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہوجائے اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی۔" (سورۂ آل عمران آیت ۱۷۸)

مسلم سماج میں ایسے بہت سارے گھرانے کی مثال موجود ہے جن کے یہاں معقول دینی ماحول نظر آتا ہے اور ان کے یہاں جہیز بالجبر کا سامان بھی بھرا ہوا ہے ان لوگوں نے اپنے مفاد اور ہوس کی گرفت میں آکر اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ہندو مذہب کے برہما ودواہ کے طریقہ کو اپنالیا جس میں لڑکیوں کا حصہ وراثت میں نہ ہونے کی وجہ سے رخصتی کے وقت ہی لڑکی کو زیورات اور رقم لڑکی کے والدین دے دیا کرتے ہیں اور لڑکے والے بھی اسے وصول کرلینا مناسب سمجھتے ہیں' اپنے مفاد کی خاطر اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر دوسرے مذہب کے اصولوں کو اپنانے والے ان لوگوں کے لیے کلام پاک کے مندرجہ ذیل حوالہ کو کیا آپ موزوں نہیں سمجھتے؟

۱۔"اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔" (سورۂ آل عمران' آیت ۸۵)

۲۔"اور یہ منافق لوگ (زبان سے) دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئے اور حکم مانا پھر اس کے بعد (موقع ظہور صدق دعویٰ) پر ان میں کا ایک گروہ سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ اصلاً ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسولؐ ان کے (اور ان کے خصوم کے) درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایک گروہ پہلوتہی کرتا ہے اور (اگر ان کا حق کسی کی طرف واجب) ہو تو سر تسلیم خم کیے ہوئے آپ کے پاس چلے آتے ہیں، آیا ان کے دلوں میں (کفر کا) مرض ہے (سورۃ النور آیت ۴۷ تا ۵۰)

کچھ ایسے بھی حضرات ہیں جنہوں نے جہیز کے سلسلے میں مذہبی اصولوں سے ناواقفیت کے سبب جہیز لے لیا ہو ایسے لوگوں کے لیے صدق دل سے توبہ کرکے لڑکی والوں سے مانگ کر حاصل کیے گئے جہیز کے سامان یا رقم لڑکی والوں کو واپس لوٹانے پر کلام پاک کے مندرجہ ذیل حوالے کے مطابق ممکن ہے کہ اللہ کے یہاں معافی کی گنجائش رکھتے ہوں۔

"جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو (اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ) وہ بڑے مغفرت والے ہیں' بڑی رحمت والے ہیں۔" (انعام ۔۵۴)

مگر پھر بھی وہ اپنے مذہبی امور سے لاعلمی کے مرتکب تو ہو ہی جاتے ہیں کیونکہ اگر کوئی شخص مسلمان پیدا ہو اور پوری زندگی اسلامی احکام کو نہ جانے اور نہ ہی جاننے کی کوشش کرے یعنی اس کی ساری عمر جہالت میں کٹی تو اس کی اسی جہالت کی وجہ سے ایمان کا گذر اس کے دل سے نہ ہوسکا اور وہ اللہ اور رسولؐ کے احکام سے ناواقف رہا ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم کا مندرجہ ذیل حوالہ قابل توجہ ہے:-

"(ان منافقین میں جو) دیہاتی لوگ ہیں وہ کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائے ہیں۔" (توبہ ۔۹۷)

کہیں کہیں معاملہ کچھ الگ ملتا ہے یعنی لڑکا کہتا ہے جہیز میں نہیں میرے والدین مانگ رہے ہیں اور لڑکے کے والدین یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جہیز یا رقم میں نہیں بلکہ میرا لڑکا مانگ رہا ہے۔ حقیقت چاہے جو کچھ بھی ہو لڑکا جہیز مانگے یا لڑکے کے والدین وہ اپنی ہوس اور مفاد کی خاطر مذہب اسلام کے اصول کو توڑ رہے ہیں اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں' ایسے لوگوں کو ان کے انجام سے کلام پاک میں مندرجہ ذیل آیت کے ذریعہ ہوشیار کیا گیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسرے کی) آڑ میں ہوکر (مجلس نبوی سے) کھسک جاتے ہیں' سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسولؐ پہنچا ہے) مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت (نہ) آپڑے یا ان پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہوجائے۔" (فرقان ۶۳)

"آپ ان کی بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کردیا کیجئے جو بہت ہی اچھا (اور نرم) ہو۔" (مومنون ۔۹۶)

اگر کسی صاحب کو میری اس تلخ حقیقت بیانی سے ان کے جذبات کو کسی قسم کی ٹھیس لگی ہو تو ان سے بیشگی معذرت خواہ ہوں اور خدا سے دعاگو ہوں کہ ہر مسلمان کو جہیز مانگنے جیسے غیر اسلامی فعل سے بچائے اور کلام پاک کے مندرجہ ذیل آیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۱۔"...اور (اس مضمون سے) آپ (سب سے پہلے) اپنے کنبہ کو ڈرائیے اور ان لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہوکر آپ کی راہ پر چلیں۔" (شعراء ۲۱۴ و ۲۱۵)

۲۔"تم اس فتنے سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص کر ظالموں پر ہی نہ پڑے گا (بلکہ تم سب اس کی لپیٹ میں آجاؤگے) اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔" (سورۂ انفال آیت ۲۵)

شمس الہدیٰ ندوی

رپورٹ

اصلاح معاشرہ کانفرنس منعقدہ ۳۰ و ۳۱ جولائی ۱۹۹۴ء

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

"دلہن ہندو ہو یا مسلمان خواہ کسی بھی مذہب سے اس کا تعلق ہو اگر جہیز کم لانے کی وجہ سے اسے جلا دیا جاتا ہے تو اس پر زلزلہ آجائے، عذاب الٰہی کی شکل میں، تو کوئی بعیدیات نہیں ہے۔ لعنت ہے ایسے دس ہزار یا لاکھ روپے پر جو جہیز میں مانگا جائے"۔ اپنے پورے جلال اور غصے کے عالم میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اصلاح معاشرہ کانفرنس منعقدہ ۳۰/۳۱ جولائی ۱۹۹۴ء ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تقریباً پانچ ہزار کے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ انھوں نے بڑے غصے کے عالم میں، جب کہ مولانا عام طور سے ٹھنڈے مزاج کے ہیں اور اسی انداز میں تقریر کرتے ہیں لیکن جہیز کے نام پر مولانا کو اس قدر غصہ آیا ہوا تھا کہ فرمایا تم کسی کمہار کا ایک گھڑا توڑ کر دیکھو وہ تمہارا سر توڑ دے گا اور تم اللہ کی مخلوق کو مارو تو وہ تم کو کیسے چھوڑ دے گا لیکن چونکہ وہ غفور و رحیم بھی ہے اس لئے ڈھیل دے رہا ہے۔

انھوں نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نمونہ نہیں، آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ محسوس کریں کہ ہمارے ہوتے ہوئے کیوں دلہنیں جلائی جا رہی ہیں؟ کیسے یہ نسلی تفاوت ہے اور اونچ نیچ ہے آپ کو اپنی اس کمزوری پر شرمندہ ہونا چاہئے اور خدا سے استغفار کرنا چاہئے۔ آج جو صلیبی حملہ ذرائع ابلاغ کی وجہ سے ہو رہا ہے ان کو سبق ملے گا اگر آپ بدل جائیں اور یہ ذمہ داری محسوس کریں۔ غیر مسلم اکثریت کے منظرین غور کرنے پر مجبور ہوں گے کہ مسلمانوں کا معاشرہ ہمارے معاشرہ سے بہتر ہے، پرسکون ہے، آپس میں اتفاق و میل ملاپ ہے۔ یہ بڑی خدمت ہوگی اسلام کی اور اس ملک کی بھی۔

کانفرنس کے شرکاء سے انھوں نے اپیل کی کہ وہ یہاں سے یہ ارادہ کرکے جائیں کہ ہمارے یہاں کسی قسم کی رسومات و خرافات اور خلاف شریعت کام کوئی بھی ہرگز نہ ۔۔ ہوگا اور کم از کم ہمارے گھر میں نہیں ہوگا اور جہیز کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھئے کہ اسلام اپنے اصول اور مسلمانوں کی عملی زندگی کی وجہ سے پھیلا ہے، مصر کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ مسلمان جب مصر پہنچے تو ان کے عمل کو دیکھ کر وہاں پورا تمدن، تہذیب اور زبان بدل گئی یہاں تک کہ رسم الخط بدل گیا اور پوری زندگی میں اسلام داخل ہو گیا یہی معاملہ عراق، ایران اور روم الکبریٰ تک تھا، ساری دنیا کا رنگ بدل گیا، مزاج بدل گیا یہ سب صرف اصول و تعلیمات سے نہیں ہوا بلکہ عمل سے متاثر ہو کر ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اس اجلاس میں آکر آپ نے ایک ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے۔ آپ سے خدا کے یہاں اس اجلاس کے حوالے سے پوچھا جائے گا کہ قرآن و حدیث کے حوالے آپ نے اتنی تقاریر سنیں اس پر آپ نے کیا عمل کیا؟ اور دوسرے لوگوں کو کیا بتایا؟

یہ کانفرنس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کے اجلاس مورخہ یکم مئی ۱۹۹۴ء لکھنؤ کے فیصلے کے مد نظر منعقد کی گئی۔ اس کی صدارت مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر و ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے فرمائی۔ اجلاس میں ملت کے متعدد اہم قائدین نے اصلاح معاشرہ کے موضوع پر خطاب کیا اور مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رسوم و طور و طریق داخل ہو گئے ہیں جن سے اسلامی شریعت کا روشن چہرہ داغ دار ہو رہا ہے اور مسلمانوں کی زندگی نقصان و تباہی میں مبتلا ہو رہی ہے۔

کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے قاضی مجاہد الاسلام قاسمی قاضی امارت شرعیہ بہار واڑیسہ نے کہا کہ نکاح میں لین دین حرام ہے جو روپیہ ۔۔۔ اپنے لڑکوں کی قیمت وصول کرتے ہوئے لیا جاتا ہے وہ ناپاک ہے۔ انھوں نے مہر کے بارے میں مشورہ دیا کہ سونا و چاندی کی شکل میں دیا جانا چاہئے کیونکہ روپے کی قیمت VALLUE دن بدن گرتی جا رہی ہے اس سے لڑکیوں کا نقصان ہوتا ہے۔ انھوں نے مسلمانوں میں جوا و شراب کا کاروبار بڑھ رہا ہے اس کے بارے میں کہا کہ یہ عالمی امن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر داغ ہیں اور انسانیت کے قاتل ہیں منشیات کی کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے کہ خود استعمال کرے یا دوسروں کو استعمال کرائے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ انھوں نے لاٹری سے جو تباہی ہو رہی ہے اور سرکار جس طرح سے اس کی ہمت افزائی کر رہی ہے کہ سرکاری خزانہ بھرا جا رہا ہے یہ قوم کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ اس لئے سرکار کو اسے روکنا چاہئے۔

ابراہیم سلیمان سیٹھ نے مسلم نوجوانوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ نوجوان اپنا وقت فلم و ٹی وی دیکھنے میں برباد کرنے کے بجائے تعمیری کاموں میں صرف کریں کیونکہ کیبل ٹی وی نے جو جال بچھا رکھا ہے نوجوان ہمہ وقت ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں انھیں نماز و تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہیے انھوں نے کانپور کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں ایک ہندو یتیم خانہ میں گذشتہ دنوں جو (۲۱) اکیس اجتماعی شادیاں ہوئی تھیں ان میں سات مسلمان لڑکیاں بھی تھیں جن کی شادی ہندو لڑکوں سے کر دی گئی تھی۔ انھوں نے مسجدوں کے اماموں سے اپیل کی کہ اپنے جمعہ کے خطبے میں بجائے پرانے خطبات پڑھنے کے اسلامی معاشرے میں جو بگاڑ آ رہا ہے اس کی طرف توجہ دلائیں اور ان کی اصلاح کے لئے ان کو آمادہ کریں اور انھیں ہدایات دیں۔

حیدر آباد سے آئے مولانا حمید الدین عاقل حسامی مہتمم دار العلوم۔ حیدر آباد نے اس موقع پر معاشرے کی خرابی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج نوجوانوں میں شراب نوشی کی وبا جو پھیل گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین ان کی صحیح ڈھنگ سے تربیت نہیں کر رہے ہیں۔ انھوں نے تسلیمہ نسرین یا سلمان رشدی کے بارے میں کہا کہ یہ غیروں کی اولاد نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی اولاد ہیں لیکن صحیح تربیت و دین کی باتیں نہ بتانے کی وجہ سے آج یہ لوگ اسلام کے خلاف آواز اٹھانے والے بن گئے ہیں۔

مولانا برہان الدین سنبھلی ممبر مسلم پرسنل لا بورڈ نے شادی بیاہ میں بیوی کے انتخاب کے معیار پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ انتخاب مال و دولت، حسن و جمال اور خاندانی شرافت (حسب و نسب) ترجیح کے معیار بن گئے ہیں جبکہ ترجیح دینداری کو دینی چاہئے کیونکہ مال تو یہودیوں کے یہاں، حسن و جمال عیسائیوں کے یہاں اور حسب و نسب عربوں (دور جاہلیت) کے یہاں عام رواج تھے۔ دیندار طبقہ بھی اس کا خیال نہیں رکھتا ہے حالانکہ دیندار ہوگا تو اگر پسند آئے گی ۔۔۔ تو اس کی عزت کرے گا اور اگر پسند نہیں آئے گی تو نباہ کرے گا ہی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک اور اقبالؔ کی نظم "اے نوجوان مسلم" سے ہوا۔ اس کے بعد مولانا سید محمد رابع صاحب مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء نے اپنا خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔ خطبۂ افتتاحیہ مولانا نظام الدین صاحب اور صدارتی تقریر حضرت مولانا نے فرمائی۔

کانفرنس میں مختلف مکتبۂ فکر کے قائدین نے اپنی اپنی باتیں رکھیں اور تجاویز و مشورے دیئے ان میں جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا سراج الحسن، مولانا جلال الدین عمری، سلمان حسینی ندوی، ریاض الدین فاروقی ندوی، مولانا عبداللہ مغیثی، امان اللہ خاں، علاء الدین ندوی، ظفریاب جیلانی ایڈوکیٹ، عبدالمنان ایڈوکیٹ، مولانا ظفر عالم ندوی، پروفیسر حیدر علی، مولانا ابوالبرکات ندوی، مولانا مفتی ظفیر الدین دیوبند وغیرہ شامل ہیں۔

اس دو روزہ کانفرنس میں کل آٹھ نشستیں ہوئیں پورے ملک سے پندرہ سو سے زیادہ مندوبین نے شرکت کی، افتتاحی اجلاس میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے بتایا کہ ندوۃ العلماء نے اپنی فکر و عمل کا جب آج سے ایک سو سال قبل آغاز کیا تھا تو وقت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب تعلیم کو مسلمانوں کی دینی، دعوتی اور علمی زندگی کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے مقصد کے ساتھ اصلاح ذات البین اور دعوت و ارشاد کو بھی موضوع بنایا تھا۔ آج ہم خوشی محسوس کرتے ہیں کہ قومی و ملی زندگی کے فساد کا مقابلہ کرنے کے لئے عملی طور پر ندوہ بھی میدان میں آگیا ہے۔ اور ندوہ میں ہم نے مجلس اصلاح معاشرہ COUNCIL FOR REFARM OF SOCIETY کی بنیاد رکھ دی ہے اس کو بہار میں بھی چلایا جائے گا اور ہمیں کوشش کرنی ہے کہ دین پر پوری طرح عمل ہو اور مسلمانوں کے معاشرے کو مکمل اسلامی معاشرہ بنانے کی ترکیبیں کرنی ہیں۔

اجلاس میں مختلف نشستوں کے بعد یہ تجاویز پاس کی گئیں کہ (۱) مسلم معاشرہ کی بعض خرابیاں ایسی ہیں کہ ان کا بہانہ بنا کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لیے مسلمانوں کو خود بخود چاہئے کہ وہ اسلامی معاشرہ کو اسلامی خطوط پر قائم کریں اور غیر اسلامی رسم و رواج سے پاک کریں۔ (۲) نکاح سنت رسول کے مطابق ہو، اس سے تلک، جہیز اور

گھوڑے جوڑے کی مروجہ لعنت کو ختم کیا جائے۔ نکاح کی تقریبات سادہ ہوں، مہر چاندی یا سونے کی شکل میں مقرر ہو اور رقم کلی یا جزئی طور پر نقد ادا کرنے کا طریقہ رائج کیا جائے۔

شوہر و بیوی اپنے حقوق و ذمہ داریوں کے شرعی احکام پر عمل کریں اور آپسی تنازع خاندان کے بڑوں، علما اور دار القضا سے حل کرائیں اور سرکاری عدالتوں میں اپنا مقدمہ نہ لے جائیں۔ تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ طلاق کو ناگزیر صورت میں ہی اختیار کریں اور ایک مجلس میں تین طلاق ہرگز ہرگز استعمال نہ کریں۔

(۳) تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ شریعت کے مطابق جائداد کی تقسیم میں عورتوں اور نابالغ بچوں کو ان کا پورا حصہ دیں اور مورث کے انتقال کے بعد بلا تاخیر ترکہ تقسیم کیا جائے۔

اترپردیش کے حکومتی قانون کی رو سے زرعی آراضی میں لڑکوں کی موجودگی میں خواتین کا حصہ نہیں دیا جاتا ہے یہ عورتوں کے حق میں ناانصافی ہے اس لئے اس قانون میں ترمیم کرکے عورتوں کو ان کا حصہ دیا جائے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ زرعی آراضی میں خواتین کو ان کا حصہ ادا کریں۔

(۴) لاٹری، جوا اور ڈرگ کے استعمال سے مسلمان پرہیز کریں یہ حرام امور ہیں۔ (۵) فساد کی جڑ تعلیم اور خاص کر دینی تعلیم کا فقدان ہے اس لئے تعلیم کی اشاعت ضروری ہے۔ دینی تعلیم کے لئے مساجد کو مرکز بنا کر کام کیا جائے۔ (۶) یہ کانفرنس مسلمانوں میں ذات و برادری، صنعت و حرفت اور وطن و علاقہ کی بنیاد پر تفریق اور اونچ نیچ کے تصور کو غلط اور خطرناک سمجھتی ہے اس لئے عام مسلمان کلمۂ توحید کی بنیاد پر آپسی اخوت و بھائی چارہ کو فروغ دیں۔ (۷) معاشرتی مشکلات کا حل دار القضا ہے اس لئے یہ اجلاس صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سے گذارش کرتا ہے کہ یو۔پی کے تمام اضلاع میں دار القضا کے قیام کے لئے بورڈ کو متحرک فرمائیں تاکہ تربیت یافتہ علما کو قضا کی ذمہ داری سونپی جائے۔

نیز یہ بھی طے کیا گیا کہ ان فیصلوں پر عمل کیا جائے تاکہ لوگوں میں بیداری آئے مسلمانوں کو صحیح رہنمائی کرنے والے کتابچے و رسائل اردو اور دیگر مقامی زبانوں میں شائع کئے جائیں، علما اپنی تقریروں کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کو عام کریں۔ دینی اداروں کے طلبا و اساتذہ، ائمۂ مساجد اصلاح معاشرہ کے لئے کمربستہ ہوں۔

جہیز، شراب یا منشیات، لاٹری اور دیگر اس قسم کی برائیاں جن سے معاشرہ متاثر ہوتا ہے...... ملک کے سبھی باشندوں کو بلا تفریق مذہب و ملت اس قسم کی برائیوں سے بچایا جائے اور معاشرے کی اصلاح کی جائے اگر ضرورت پڑے تو مشترکہ تحریک بھی چلائی جائے اس لئے غیر مسلم بھائیوں سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ اصلاح معاشرہ کے جد و جہد میں مسلمانوں سے تعاون کریں اور انسانیت کی خدمت کریں نیز حکومت سے مطالبہ ہے کہ سماج کو شراب و لاٹری کے مضرات سے محفوظ رکھے اور ان چیزوں پر پابندی لگائے۔

کانفرنس میں خواتین کا بھی ایک خصوصی جلسہ ہوا جس میں لکھنؤ و اطراف کی تقریباً دو ہزار عورتوں نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں مردوں کی تقریر عمداً نہیں رکھی گئی تاکہ خواتین اپنے طریقہ سے جلسہ منعقد کرسکیں —— یہ جلسہ عباسیہ ہال میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی کنوینر محترمہ نسیم اقتدار صاحبہ بنائی گئی تھیں۔ اجلاس کی صدارت بیگم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے کی جس میں خواتین کو اصلاح معاشرہ کے لئے میدان عمل میں آنے کی دعوت دی گئی اور عورتوں میں تعلیم کو عام کرنے پر زور دیا گیا۔ اجلاس کا افتتاح کنوینر ڈاکٹر نسیم صاحبہ نے کیا جو نظامت بھی کر رہی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ خواتین اپنے حقوق سے آگاہ نہیں ہیں جو اسلام نے دے رکھے ہیں یہ بات تو عموماً کہی جاتی ہے کہ عورت کا فرض کیا ہے لیکن ان کے حقوق کی بات نہیں کی جاتی ہے۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ عورتوں کو اصلاح معاشرہ کی مہم تین طرح سے چلانی چاہئے اولاً اپنے حق کے لئے دوم مغربی تہذیب کی آنکھ بند کرکے تقلید سے خود کو آزاد کرانے کے لئے اور سوم بے جا رسم و رواج اور بدعتوں سے معاشرہ کو پاک کرنے کے لئے۔

محترمہ سعیدہ خاتون نے عورتوں میں پھیلی ہوئی برائیوں کا تذکرہ کیا اور ان کے ازالہ کی تدابیر اختیار کرنے پر زور دیا اور کہا کہ آج ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم عورتوں میں تعلیم عام کریں اور علما جو وارثین نبوت ہیں ان سے رہنمائی حاصل کریں۔ سیرت رسول کو مشعل راہ بنائیں تعلیم و تربیت کے راستے سے قوم کو صالح نوجوان عطا کریں۔ ڈاکٹر رخسانہ لاری نے اپنی پرزور اور پرجوش تقریر میں اس بات کو زور دے کر کہا کہ عورتوں کے لئے تعلیم اتنی ہی ضروری ہے جتنی مردوں کے لئے۔ انھوں نے عورتوں کو تلقین کی کہ وہ اصلاح معاشرہ کی فکر کریں اور مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے تمام علما کی رہنمائی میں کام کریں۔ ڈاکٹر رخسانہ لاری جو ام ہانی کے نام سے مشہور ہیں ایک تعلیم یافتہ اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے آراستہ

خاتون ہیں اور عام عورتوں میں مقبول ہیں لیکن شریک جلسہ بعض خواتین کی روایت کے مطابق ان کی تقریر میں پردہ نشین خواتین کے سلسلہ میں بعض طنز و تعریض کے جملے بھی آگئے تھے جو ان جیسی محتاط اور دین پسند خاتون کی زبان سے غیر متوقع محسوس کئے گئے اور تعجب کا اظہار کیا گیا۔

اس موقع پر طلبا کی انجمن کی طرف سے مندوبین کو عصرانہ دیا گیا جس میں انجمن کے ناظم و نائب صدر نے مقالے پیش کئے اور انجمن کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اہم ادارے اور شخصیات

اس جلسہ میں دار العلوم ندوۃ العلما کے پورے ملک میں پھیلے ہوئے درجنوں ملحقہ مدارس کے ذمہ دار اور مدرسین کے علاوہ دار العلوم دیوبند سے مفتی مولانا ظفیر الدین، مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مولانا محمد اللہ خاں، مفتی خبیب رومی، مظاہر العلوم وقف کے مولانا وقار ریڑھی تاج پور دیوبند کے مہتمم، مدرسہ گلزار حسینیہ کے مولانا عبد اللہ مغیثی، مولانا گلزار احمد، پٹنہ سے مولانا سید نظام الدین، مولانا قاضی مجاہد الاسلام حیدرآباد سے مولانا محمد عاقل حسامی، رحیم الدین انصاری، زین العابدین مظہر ہاشمی، اورنگ آباد کے مولانا محمد ریاض الدین فاروقی (وفد) مولانا عبد الغفور (وفد) بھوپال سے مولانا سعید مجددی، مولانا محمد لقمان خاں سید مشتاق علی، احمد سعید خاں (وفد) اندور سے مولانا ابوالبرکات (وفد) بمبئی سے مولانا حکیم مختار احمد اصلاحی، مولانا منیر الدین، مولانا محمد عمر، محمد ہارون، غلام محمد بھائی، مدراس سے قاری محمد قاسم، دہلی سے حکیم ظل الرحمن، بھٹکل کرناٹک سے جامعہ اسلامیہ کے استاذ حدیث مولانا عبد الباری ندوی مع وفد محی الدین منیری (وفد) نیپال سے مولانا محمد ایوب ندوی (وفد) مرادآباد سے مولانا معاذ الاسلام، محمد عثمان ندوی (وفد) رام پور سے حاجی فاروق میاں صاحب (وفد) علی گڑھ سے مولانا جلال الدین انصر عمری، جماعت اسلامی کے امیر مولانا سراج الحسن محمد شفیع مونس، سید قاسم رسول الیاس فوزان بمبئی کے ایڈیٹر سلمان ناہمی، ڈاکٹر امین انصاری اعظم گڈھ سے مولانا مجیب اللہ ندوی (وفد) بہار شریف سے مولانا اسرار احمد قاسمی، دہلی سے مولانا احمد علی قاسمی، غازی پور سے مولانا عزیز الحسن صدیقی (وفد) الہ آباد سے مولانا قمر الزماں، مولانا سید محمد اجتبا حسینی، ناگپور سے مولانا عبد الکریم پاریکھ، پونہ سے انیس چشتی جھنڈا نگر نیپال سے مولانا عبد المبین ندوی سلفی کے علاوہ کانپور، پرتاپ گڈھ، رائے بریلی، بارہ بنکی، بستی گونڈہ گورکھپور، بہرائچ، لکھیم پور، دیوریا، سیوان، کٹیہار، پورنیہ، ارریہ کورٹ، آسام، کلکتہ، اڑیسہ گیا، بلیا، رہتاس، آسنسول، شاہجہانپور، بریلی، نجیب آباد، بجنور، سیتاپور، دربھنگہ، مدھوبنی، بنارس، سدھارتھ نگر، فتحپور سلطانپور، مئو، کوپاگنج، جونپور، فیض آباد، باندہ وغیرہ سے بڑی تعداد میں علما و ائمہ مساجد و مدرسین مدارس اور سماجی و تعلیمی تنظیموں اور انجمنوں کے ذمہ دار شریک ہوئے، ایک محتاط اندازہ کے مطابق دو ہزار سے زائد ڈیلیگیٹس تھے، آخری شب جلسۂ عام میں لکھنؤ کے شہری بڑی تعداد میں شریک رہے، مجموعی طور پر سو بسیں لکھنؤ سے باہر سے آئی تھیں۔

جلسہ میں شرکت کے لئے جو دعوت نامے ارسال کئے گئے تھے ان کی تعداد ڈھائی ہزار تھی لیکن تعمیر حیات میں دعوت نامہ شائع ہونے کی وجہ سے پورے ملک سے تائید و تحسین کے خطوط بڑی تعداد میں آئے۔ جن حضرات نے شرکت سے معذرت کی انھوں نے بھی کانفرنس کے اغراض و مقاصد سے مکمل اتفاق ظاہر کیا۔

پہلی نشست ۳۰ رجولائی کو ساڑھے نو بجے سے ایک بجے تک، دوسری نشست بعد ظہر پنڈال میں ہوئی جس میں مدارس کے مدرسین ائمۂ مساجد اور سماجی تنظیموں کے کارکن شریک ہوئے، اسی وقت سلیمانیہ ہال میں شہر لکھنؤ کے دانشوروں، وکلاء و ماہرین قانون اور علما حضرات کی نشست رکھی گئی تھی، ان دونوں نشستوں میں بھرپور حاضری تھی، عصر بعد انجمن الاصلاح کی طرف سے پنڈال میں استقبالیہ اور عصرانہ تھا۔ پھر مغرب بعد سے دس بجے تک تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔

دوسرے دن ساڑھے نو سے ایک بجے تک سیمینار تھا، اس میں نکاح، طلاق، قانون وراثت، جہیز، منشیات، لاٹری اور دیگر سماجی مسائل کے بارے میں مقالات پڑھے گئے اور فاضلانہ تقریریں کی گئیں۔ ڈھائی بجے سے پھر نشست ہوئی۔ بعد مغرب اختتامی جلسہ ہوا۔

کانفرنس کے مندوبین کے قیام کا نظم معہد ثانویہ اور معہد القرآن کی تینوں منزل، سلیمانیہ ہوسٹل، دار العلوم کی مرکزی عمارت میں درجات اور کتب خانہ شبلی کا وسیع زیریں ہال اور اطہر زیریں (مغربی) میں کیا گیا تھا، مہمانوں کے کھانے اور ناشتے کا نظم معہد القرآن کی زیریں اور دوسری منزل میں تھا۔

مہمانوں کی قیام گاہ کے ہر حصہ میں دار العلوم کے طلبہ کی ایک ایک جماعت اپنے اساتذہ کی سرپرستی میں (باقی ص ۲۱ پر)

(بقیہ) درس حدیث

اس سے معلوم ہوتاہے جسمانی توانائی حاصل کرنے میں کھجور کو اولیت حاصل ہے، کھجور کے اندر پایا جانیوالا "سکاکر" پینے میں خوشگوار ہوتاہے۔ اور آسانی سے تحلیل ہوکر فوراً خون بن جاتاہے اور اعضاء کو قوت بخشتاہے، رگوں میں پہنچتا اوران کو قدرت وگرمی عطا کرتاہے اس لئے کہ اس کو پینے کے بعد ہضم کرنے کے عمل کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ ہی کیمیادی اور حیاتیاتی عمل کی چنداں ضرورت ہوتی ہے، معدہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر کھجور کو ہضم اور اس کے اندر موجود "سکاکر" کو جذب کرلیتا ہے اور وہ خون میں شامل ہوکر تیزی کے ساتھ دماغ اور جوڑوں کو طاقت پہنچاتا ہے۔ اسی لئے ایسے روزہ داروں کو جن کو خاصی مقدار میں کمزوری، چکر اور نگاہوں میں دھندلاپن کی شکایت محسوس ہوتی ہے" سکاکر" کے استعمال ہی کا مشورہ دیتے ہیں کہ اس کے استعمال سے چکر، سستی آدھے گھنٹے کے اندر ختم ہوجاتی ہے افطار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی سنت ہے، آپ افطار میں چند کھجوروں اور پانی پر اکتفا فرماتے تھے، (الاسودان) یعنی پانی اور کھجور طب جدید نے افطار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجور کے استعمال سے کھجور کے اندر پائے جانے والے "سکاکر" کا فائدہ صرف گرمی، طاقت اور چستی پیدا کرنے ہی میں منحصر نہیں بلکہ وہ پیشاب میں سہولت پیدا کرتاہے، گردوں اور جگر کو دھوتا اور صاف کرتاہے۔[3]

---

[1] مسند احمد بن حنبل [2] سیرت ابن ھشام،
[3] الغذاء لا الدواء الدکتور صبری۔

تعمیرحیات کی ایجنسیاں

تعمیرحیات درج ذیل مقامات سے طلب کریں۔

Central News Agency Pvt.Ltd.
23/90,Connaught Circus
P.B. No.374,
New Delhi-110-001.

Manzoor Ahmad Saheb,
Book Seller Azizia,
Noorani Masjid,
MALEGAON (Nasik) M.S.

Mr. Ibne Ghori Sb. M.A.
Rahman Bagh,
NALGANDAH-508001 (A.P.)

Maktaba Marifat Islam,
Riyazuddin Amir Mohd.
Jamiat Colony Annar-Mohalla,
Room No. 68, 4th Nizampur,
BHIWANDI-421 302 (Thana)

Naimullah Saheb,
Sadar Milli Imdadi Society,
Chowk Bazar,
BAHRAICH-207 028 (U.P.)

Taskeel Monthly Book House,
Budhwara,
BHOPAL-462 001.

Abdul Gani Saheb,
Taj Book Depot, Main Road
RANCHI (Bihar)

S.K Zubairy Sb.
65,Jshi Peth,
JALGAON-426 001. (M.S.)

Haji Book Stall,
AKBARPUR
Distt(Faizabad) U.P.

Molvi Abu Ayub Sb.
Mohalla: Syed Rajan,
RAI-BARELI (U.P.)

Sarkar Book Depot,
Collectorate Road,
AGRA-282 010. (U.P.)

Abdur Rahman Nadvi,
Madrasa Anwarul Uloom,
AURANGABAD- 431 001 (M.S.)

Mr. Syed Zahid Husain Sb.
Genral morchent nakkhas chowk
GORAKHPUR(U.P.)

Jauhar Book Depot
Main Road, Ward No.10,
Chakaradharpur-833 102
Singhbhoom (Bihar)

Abbasi General Store,
Chowk
GONDA- 271 001 (U.P.)

Hafiz Abdur Rahman Sb.
H.No. 14, Shikari Gali,
Distt. UJJAIN-456009 (M.P.)

Mr. Syed Abu Saleh
T.6/569A
P.O. Shakti Nagar,
Distt. Raichur- 584170 (Karnatak)

Mohd. Abul Qasim Sb.
News paper Agent, H.No. 12-13
Islampur St. Bpl.Road,
Mancherial- 504208 (A.P.)

Mr.M.K. Khan sb.
Kifayat Book Depot,
Jama Masjid, Rajampet (P.O.)
Distt. Cuddapah-516 115 (A.P)

Mr. Naseemuddin Sb.
Imam Masjid, Hydel Colony,
KALAGARH-246142.

Zakaria Library,
P.O. Box 56,
GORAKHPUR- 273001.(U.P.)

Syed Jamiluddin Sb.
Nadwa Agency, H.No.16-7-302
Eram Cottage, Azampur,
HYDERABAD-553101.

Hafz Abdul Gaffar Nadvi Sb.
c/o Jahangeer pan center
maulana Azad marg
Bhajee Bazar
Distt DHAR

Mr Abdul Haq Sb.
Swala Sewing Machine Co.
171-Garhi Sarai
Allahabad U.P.

Mr. Zameer Ahmad Sb.
Q.N.20 N. 10 B. Street
No- 37 Sector No-5
Bhilai- 490006(M.P.)

Mr. Sagheer Hasan Sb.
Retd. S.P.M. (Tutor)
24- Ajmal Khan Road
Dehradoon-248001

Mr Ayyub Bhai
cycle wale
utawad Gate
jawahar Road
Distt. DHAR-454001(M.P.)

اصلاح معاشرہ

امن اور آشتی سے رہیں مرد وزن

بانگ پر بانگ دیتاہے مُرغِ چمن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

کب تلک سوؤگے اب تو بیدار ہو — ہے رواں وقت، تن من سے ہوشیار ہو
نشہ دولت سے اتنے نہ سرشار ہو — اصل مقصد سے اپنے نہ بیزار ہو
ہوش میں آؤ چھوڑو یہ دیوانہ پن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

گرم رشوت سے جیبوں کو کرلیں اگر — دولتِ چال بازی سے بھر جائے گھر
لاکھ عشرت کی ہو زندگانی مگر — دارِ فانی سے اک روز ہوگا سفر
چھوڑ جاؤگے یہ سازو سامان ودھن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

خواہش زر کی معراج یہ ہوگئی — دل بجھا اور انسانیت سوگئی
آدمیت مروّت کہاں کھوگئی — حرص ناپاک شرم وحیا دھوگئی
ان سے باز آ، کہ ہیں دشمن جان وتن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

کتنے ہی لوگ ہیں عیب میں مبتلا — خوب پیتے ہیں اور کھیلتے ہیں جوا
لعنت لاٹری بن گئی مدّعا — ہر جگہ رسم بیجا ہے بے انتہا
جارہے ہو کدھر غفلتوں میں مگن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

ہیں جہاں مال وزر کی فراوانیاں — ہوتی اسراف سے ہیں وہاں شادیاں
ہے نمود ونمائش پہ مائل جہاں — اور جہیزوں کی کثرت پہ ہیں شادماں
ان سے پرہیز کر اپنا دشمن نہ بن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

ظالمانہ سلوک عورتوں سے نہ کر — گر طلاق ان کو دے، دین پر ہو نظر
ایک اک کرکے دے شرط یہ ہے مگر — جلد بازی نہ کر اپنے خالق سے ڈر
ہے شریعت یہی دین کا یہ سخن!
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

نوجواں اُٹھ، کہ تجھ میں ہیں وہ خوبیاں — جن سے آجائیں گلشن میں رعنائیاں
تیرے قدموں میں ہوں ساری آسانیاں — قابلِ رشک ہوں کارفرمائیاں
صاف کرلے جو تو زنگ آلود من!
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

رقم جائز اگر گھر میں آنے لگے — برکتوں سے فضا مسکرانے لگے
پھر تو بیجا ہوس دور جانے لگے — دل برائی سے دامن بچانے لگے
امن اور آشتی سے رہیں مرد وزن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

جس نے پیدا کیا اس کی طاعت کرو — اس سے مانگو اسی کی عبادت کرو
جو ہیں نادار ان سے محبت کرو — بے کسوں بے بسوں کی بھی خدمت کرو
زندگی کا یہی تو ہے اچھا چلن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

راہ سیدھی چلو کجروی چھوڑ دو — دو دلوں کو جہاں تک بنے جوڑ دو
دشمنی اور نفرت کے منھ موڑ دو — بغض وکینہ کے رشتوں کو اب توڑ دو
دل میں پیدا ہو کچھ اس طرح کی لگن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

استفادہ کرے تجھ سے ہر انجمن — اپنے اخلاق سے جیت لے سب کے من
ہے تری آن اس میں کہ تو سب کا بن — آن کو تیری لگنے نہ پائے گہن
رہنمائی کو ہیں حضرت بوالحسن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

دور کردو جہاں سے مکدّر فضا — ہو وہ حسنِ عمل جو لگے چاند سا
ایسا ایمان ہو جس سے خوش ہو خدا — ایسا ماحول ہو جس کی بھائے ادا
چین سے سوئیں گے پھر تو اہلِ چمن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

ہے دعا یہ خلیل اپنی اللہ سے — ہم ہوں بس راہِ حق پر یہ توفیق دے
ہم میں جذبات ہوں خدمتِ خلق کے — دل میں روشن ہوں ایمان کے ہی دیئے
ہر برائی سے ہو پاک ہر انجمن
خوابِ غفلت سے اُٹھ جاؤ اہلِ وطن

خلیل پرتاپگڈھی

لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

عجیب و غریب مساواتی دُنیا!

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ؕ

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے باب میں بغیر علم (و دلیل) کے جھگڑا کیا کرتے ہیں اور شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں

شان نزول کی روایتوں میں آتا ہے کہ آیت نضر بن حارث ایک مشہور معاصر کے حق میں نازل ہوئی ہے یا پھر ابو جہل یا ابی بن خلف کے حق میں۔ لیکن آج تو اس آیت کے مصداق ایک دو نہیں صدہا۔ ہزارہا "پڑھے لکھے" نظر آئیں گے کہیں نثر میں مضامین، ڈرامے اور افسانے لکھے جا رہے ہیں کہ خدا مزدوروں، مفلسوں کو مصیبت میں دیکھتا ہے اور اسے ذرا رحم نہیں آتا۔ کہیں نظم میں طبع آزمائی ہو رہی ہے کہ خدا سرمایہ داروں کے ظلم کو روکتا نہیں اور ان کی اعانت کر رہا ہے وقس علی ھذا گویا ان بے مغز بیہودہ نگاروں کے حسب منشورہ اگر کسی دنیا کی تخلیق ہوتی تو اس میں نہ کوئی چھوٹا ہوتا نہ بڑا، نہ کوئی امیر نہ کوئی مطاع، نہ کوئی دولتمند نہ کوئی مفلس، نہ کوئی بیمار نہ کوئی مجرم۔ گویا اس دنیا میں نہ اطاعت کے کوئی معنی ہوتے ہیں اور نہ سخاوت کے نہ دادرسی کے نہ حذاقت کے نہ ہمدردی کے! اگر یہ کہ یہ چیزیں تو اپنے ظہور کے لیے خود محتاج ہیں، حاجت کی، عزت کی، بیماری کی، مشقت کی ایسی عجیب و غریب مساواتی دنیا کا تصور بھی جن دماغوں میں آ سکتا ہے ان سب کی ذہنیت بس ایسی ہی ہوتی ہے کہ ہر شیطان کی دسترس اس پر بآسانی ہو جاتی ہے اور وہ ہر باتونی شیطان کی گمراہیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔)

(تفسیر ماجدی۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)

فی شمارہ ۵ روپے | سالانہ چندہ سو روپے | ۲۵؍اگست ۱۹۹۶ء

Regd. No.: LW/NP56

Office : 385538
Principle : 72336
Guest House : 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY
NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کے لیے
ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلس
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر۔ ۲۶۷۹۱۰ 267910

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات سے
بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ تعمیر حیات کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar,
Bombay - 400 003
Tel.: Add CUPKETELE
Tel.: 3762220/3728708
Tel.: (R) 3095852

نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ کی بہترین دوا

لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U18/77 اور
کیپ سول پر LT مارکہ ضرور دیکھیں، انڈین کمپنی کی کہیں
کوئی برانچ نہیں ہے دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل
مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔
INDIAN CHEMICAL MAU.N.B. 275101

گذارش: خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام کی سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں۔ خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔

تعمیر حیات کی ایجنسیاں:
درج ذیل پتوں پر رابطہ قائم کریں۔

Hafiz Shaukat Ali Jafri Sb.
Block No 27/C Sector-1
Cross Street I Bhilai
Durg-490001 M.P

Mr M.J. Ansari Sb.
Ansari Book Depat
News paper Agent
307- Khushi pura
Distt- Jhansi-284001-(U.P.)

Mr Mohd Alauddin
Retd. Head Asstt.
At Po.- Chitar pur
Disstt. Hazaribog- 825101 Bihar

Printed by : Azad Printing Press Ph : 234685, 248051